جلد 25 شمارہ 4 ماہ اپریل 2023ء رمضان / شوال 1444ھ

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض ومقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف وکرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب وعرفان اور اس کی رضا ولقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد وبغض، تجسّس وغیبت اور ہوا وہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم ورضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لاحاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل وعیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالی کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح وخدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالی کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈار رحمۃ اللہ علیہ
بانی مجلّہ فلاحِ آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی
شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ
0344-9000042

مجلس ادارت

مدیر: احمد رضا خان 0321-6400942

معاون مدیر: شہزاد محمود بخاری 0301-7430525

نائب مدیر: سید رحمت اللہ شاہ 0333-4552212

شفیق احمد، وحید احمد، پیر خان
حافظ محمد یٰسین، عبدالقیوم ہاشمی
خالد محمود بخاری
ماجد محمود توحیدی

ترسیل: فہد محمود ، محمد ریاض

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ
مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 055-3411030 ای میل: info@tauheediyah.com
Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے ❀❀❀ سالانہ فنڈ -/300 روپے

اس شمارے میں

پیامِ قرآن

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ . (سورۃ آل عمران ۳۔ آیت ۱۹۱)

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری آنے میں ان ہوش مند لوگوں کیلئے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے، اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ) ''پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے، پس اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَوٰةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً . (سورۃ النساء ۴۔ آیت ۱۰۳)

جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے، ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ پھر جب اطمینان نصیب ہو جائے تو اس کامل اطمینان سے نماز پڑھو۔ بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات مقررہ میں پڑھنا فرض ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَوٰةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلاً . (سورۃ النساء ۴۔ آیت ۱۴۲)

یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ در حقیقت اللہ نے ہی انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ جب یہ نماز کیلئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے اٹھتے ہیں، لوگوں کو دکھانے کے لئے اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد (بمعنی رشک) صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہوا ور وہ اس دولت کو راہِ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

(صحیح بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھے (سینے سے) لگا لیا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اللہ اسے علم کتاب (قرآن) عطا فرمائیو۔''

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اپنی چادر پھیلائی، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چلو بنائی اور (میری چادر میں ڈال دی) فرمایا کہ (چادر کو) لپیٹ لو۔ میں نے چادر کو (اپنے بدن پر) لپیٹ لیا، پھر (اس کے بعد) میں کوئی چیز نہیں بھولا۔ (یوں بھی روایت ہے) فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو اس (چادر) میں ڈال دی۔

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھا لے (یعنی وضو اچھی طرح کرے)۔

(صحیح بخاری)

ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہٗ)

(سید رحمت اللہ شاہ)

☆ نوجوان لوگوں کے ہمت وحوصلہ پر بات کرتے ہوئے فرمایا:

تیرے در کے سامنے تو کوئی دیوار بھی نہیں ہے تو کہاں بھاگے گا۔ جوانی ایسی بلا ہے۔ جس کام کے پیچھے پڑ جائے ناں تو اس کی ہمت کے سامنے پہاڑ بھی کچھ نہیں ہیں ۔جس کام کو بھی کرو پوری ہمت اور حوصلے کے ساتھ کرو۔ آپ ایسا کریں گے تو سب کچھ اللہ کے فضل سے آسان ہوگا آپ کیلئے۔ ان شاء اللہ ۔کمزوری نہیں دکھانا کہیں بھی ۔اللہ آپ کے ساتھ ہے۔تو حیدی تو کسی پر Depend (انحصار) ہی نہیں کرتا یار۔ آپ کے سامنے تو ایک ہی (اللہ) ہے۔ باباجی نے کہا کہ جو یہ کہتا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وِ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. اور پھر وہ کسی اور کی مدد کی امید رکھتا ہے تو اسے کہو کہ مت پڑھو یہ۔ مت پڑھو۔ کیوں یہ پڑھتے ہو۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وِ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اگر پڑھتے ہو تو پھر کسی بات کی پرواہ مت کرو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ یہ آپ کی اپنی سوچ اور سمجھ کی بات ہے۔ آپ ایک دفعہ کہہ دیں کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وِ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. پھر بس ۔وہ جانے اور آپ جانیں۔

☆ دیدار ذات باری تعالیٰ کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا:

جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا دیدار نہیں ہوسکتا وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ یہ ایسے نہیں ہوسکتا۔ ایسے تو کوئی بھی کام نہیں ہوسکتا۔ آپ پڑھ نہیں سکتے، آپ پی نہیں سکتے، آپ کھا نہیں سکتے۔ جب تک آپ حرکت نہیں کریں گے تو آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور اللہ کا دیدار تو بڑی دور کی بات ہے۔ وہ تو جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہ انصاری نے پتا نہیں ہم لوگوں کو کس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے کہ یہاں دو تین

سال اللہ اللہ کرو تو تمہیں اللہ کا دیدار ہو جائے گا۔ یہاں دنیا میں کوئی سکالر بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ کا دیدار ہو سکتا ہے سوائے انصاری صاحب کے۔ انصاری نے ہم سب کو نام نہاد عاشق بنا دیا ہے اور ہم سب یہ کہتے ہیں کہ انصاری صحیح کہتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے۔ اب یہ پتا نہیں کہ کتنا بڑا تضاد ہے لیکن وہ اپنی جگہ پر کہہ کے چلا گیا اور ہم سب یہ کہتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے، ٹھیک کہتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ یہ بات چیت کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ عمل کا تعلق ہے اس سے اور عمل ہی سے ہم کر کے دکھا سکتے ہیں ویسے زبانی نہ تو کوئی سمجھا سکتا ہے اور نہ سمجھا سکا ہے۔ عمل کریں تو آپ کو دکھا دیں گے ہم کہ یہ اللہ ہے میں نے باباجیؒ (انصاری صاحب) سے پوچھا کہ اللہ میاں کی شکل کیا ہے؟ ہم اکیلے بیٹھے تھے۔ مجھے دو لفظوں میں آپ نے ٹرخا دیا کہ پانی کی شکل کیا ہے؟ باباجی نے کہا کہ پانی کی کیا شکل ہے؟ گلاس میں ڈالو یا حوض میں ڈالو۔ یہ دو لفظ مجھے بتائے۔ اس سے آگے نہ مجھے کچھ کہنے کی ہمت ہوئی، نہ آپ نے کچھ فرمایا۔ ہاں یہ بات ہے کہ جو ایک دفعہ جاتا ہے تو اس کا تجسس بڑھ جاتا ہے کہ وہ اس سے پھر پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔

(آن لائن محفل مورخہ ۱۰ فروری ۲۰۲۲ء کی گفتگو سے اقتباسات)

☆ سلسلہ توحیدیہ کے روحانی پیشوا کے اہل خانہ سے جب بھی کوئی فرد مریدین سلسلہ سے ملتا ہے تو اُن سے خصوصی لگاؤ، اُنسیت اور محبت کے جذبات سے محفل کا رنگ دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے (لاہور میں مقیم سب سے چھوٹی بیٹی محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ کے صاحبزادے) جناب قاضی اکرام الدین صاحب کے صاحبزادے جناب رئیس الدین صاحب آن لائن میٹنگ میں اسلام آباد سے شریک ہوئے۔

قبلہ بابا جان نے فرمایا: وہ (محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ) دھرم پورہ میں گلستان کالونی میں رہتی تھیں، مجھے پتا ہے۔ باباجی کے ایک نواسے سول ایوی ایشن میں تھے۔ اُن سے میری ملاقات رہتی تھی۔ وہ مجھ سے اکثر میرے آفس آ کر ملا کرتے تھے۔ (جناب رئیس الدین صاحب نے

تصدیق کی کہ وہ میرے والد صاحب ہی تھے جو سول ایوی ایشن سے ریٹائرڈ ہیں)

قبلہ حضور نے فرمایا: ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ۔ نام مجھے یاد نہیں ہے۔ Sorry (معذرت) مگر یہ مجھے یاد ہے کہ وہ مجھ سے ملا کرتے تھے۔ وہاں دفتر میں ہی وہ میرے پاس آتے تھے۔ بابا جیؒ (انصاری صاحب) کبھی کبھی وہاں میرے پاس دفتر آجاتے تھے، اُن کی وجہ سے ان (جناب قاضی اکرام الدین صاحب) سے بھی میرا تعارف ہوگیا تھا تو پھر یہ مجھ سے ملا کرتے تھے۔

جناب رئیس الدین صاحب نے قبلہ محمد یعقوب صاحب کی سرپرستی میں سلسلہ توحیدیہ کی دینی خدمات کو سراہا۔ اپنے والد گرامی جناب قاضی اکرام الدین صاحب کی طرف سے دعائیہ کلمات اور سلام پہنچایا۔

قبلہ حضور نے سلام قبول کیا اور فرمایا: بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی۔ اتنے عرصے کے بعد ہماری یاد تازہ ہوگئی۔ اپنے والد صاحب کو میری طرف سے بہت بہت دعائیں دینا، سلام کہنا، اور آداب کہنا۔ یار آپ سب ہمارے محسن ہیں۔ ہم تو آپ کی جتنی بھی خدمت کریں یہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اُن کے مشن میں شامل ہونے اور اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ ہماری تو دعائیں ہیں۔ آپ لوگ ہمارے تو سر کے تاج ہیں۔ کبھی بھی موقع ملے تو اپنے والد صاحب سے ملاقات کرا دینا، بڑی مہربانی ہوگی۔ ہم ایک دفعہ یہاں سے کراچی گئے تھے بابا جی ڈار صاحب بھی تھے۔ وہاں بابا جی کے لے پالک بیٹے جو تھے، علیم انصاری صاحب کے صاحبزادے جنہیں بابا جی نے Adopt کیا تھا۔ انور علیم انصاری صاحب۔ ہم اُن کے ہاں ملنے کے لئے گئے تھے۔ میں اور قبلہ ڈار صاحب تھے۔ وہاں اُن سے ملاقات ہوئی۔ شام کو کھانا اُن کے پاس ہی کھایا۔ اُن سے اچھی گپ شپ ہوئی۔ پچھلے دنوں اُن کے گھر سے فون آیا تھا۔ ہمارا مجلّہ ان کے پاس جاتا تھا۔ وہاں ہم نے پروگرام بنایا تھا کہ ہم لاہور جائیں گے تو بہن سے ضرور ملیں گے لیکن پھر اتفاق نہیں ہوا۔ ملنے نہیں جا سکے۔

بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری کے خاندان سے جناب رئیس الدین صاحب

آن لائن محفل سے چلے گئے تو بات ہوئی کہ اب ہم انہیں کیا بتائیں کہ ہم انصاری صاحب سے کتنی محبت کرتے ہیں۔

قبلہ حضور فرمانے لگے: ایسا نہیں ہے کہ یہ تصوف سے واقف نہیں ہیں۔ ان کا خاندان تو تصوف میں ڈوبا ہوا ہے ہی مگر بابا جی کا اثر اتنا کم نہیں ہے کہ انہیں پتا نہیں ہوگا کہ تصوف کیا ہے، تصوف پر عمل کرنے والے کیسے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ سب انہیں پتا ہے۔ صرف ذرا دور ہیں۔ ہم کیا، دوسرے لوگ جنہوں نے کتابیں پڑھی ہیں، اور واقف بھی نہیں ہیں، وہ بھی تڑپتے پھرتے ہیں کہ اُن کی کتاب ہی مل جائے ہمیں، ہم کتاب ہی پڑھ لیں۔ وہ ایسی ہستی تو نہیں تھی ناں۔ اُن کا ایک مقام تھا۔ ہم تو الحمدللہ ہیں ہی۔ اللہ ہمیں اُن کا پیار نصیب فرمائے، اور لوگ بھی بہت ہیں جن کا کوئی خاص تعلق نہیں ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ وہ تحریر ہمیں مل جائے، ہم اُس کو ہی دیکھ لیں۔ یہ (جناب رئیس الدین صاحب) بھی انہیں میں سے ہیں۔ میں نے تو عرض کی کہ ہمارے تو سر کے تاج ہیں۔ یہ اگر اس قافلے کے سالار بننا چاہیں تو آج بھی آسکتے ہیں۔ آج بھی آئیں، شامل ہو جائیں، اس سلسلے کو آگے لے کے چلیں۔ اُن (قبلہ انصاری صاحبؒ) کا مشن ہے یہ۔ یہ اُن کا مشن پورا ہو تو ہمیں اور کیا لینا ہے؟ ہمیں تو اُن کا مشن لے کے چلنا ہے آگے۔ اپنے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ اس مشن کے آگے لے جانے میں اگر یہ ہماری مدد کر دیں تو کیا بات ہے جی۔ اللہ ان کو بھی درجہ دے دے گا، انہیں بھی مقام دے دے گا اور یہ مشن بھی آگے چل جائے گا۔

☆ خوب اللہ اللہ کرو۔ سب کو چھوڑ کر اُس کے ہو جاؤ۔ بس۔ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔ سب کو چھوڑ کے اللہ کے ہو جاؤ۔ بس اسی کا نام ہے۔ جو یہ کر لیتا ہے بس وہ پھر سب کو چھوڑ کے آپ کا ہو جاتا ہے۔ یہ اُس کی سنت ہے۔ آپ اس نے خود کہا ہے کہ آپ میری طرف ایک قدم بڑھائیں، میں دس قدم بڑھاؤں گا۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو یاد کریں گے اور وہ آپ کو بھول جائے گا۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یاد کرے گا۔ اُس کے یاد کرنے کے مختلف انداز ہیں۔ ڈرنا بھی چاہیے

اللہ اللہ ہے ۔لیکن وہ یاد رکھتا ہے ۔انداز مختلف ہے ۔بس ڈرتے رہا کریں، عاجزی سے یاد کریں کہ کہیں صاحب کا موڈ ہی نہ بگڑ جائے ۔اللہ خیر کرے۔ صاحب ہے ناں ۔ پیار میں اور بھی بہت باتیں ہو جاتی ہیں ۔اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے ۔خوش رہیں ۔

☆ باباجی فرمانے لگے: (نام لیا کہ) اُس نے کہا کہ آپ ٹھیک لگ رہے ہیں ۔میں نے کہا کہ تمہیں کیا پتا ہے کہ مجھے تو میری کھانسی شریف نے رگڑا دیا ہے ۔

ایک بھائی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے ۔اب کیسی طبعیت ہے باباجی؟

فرمانے لگے: اب ٹھیک ہے ۔الحمد للہ ۔ میں پرواہ نہیں کرتا اتنی ۔بات چیت کر سکوں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ تو زندگی کے حالات اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے ۔اسی کا نام زندگی ہے ۔کبھی کمزور، کبھی تگڑا، کبھی بیمار، کبھی ٹھیک، کبھی تندرست ۔بس اللہ خیر کرے ۔ایک بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے کہ یہ بیماری نہ ہو تو اللہ ہم لوگوں کو یاد ہی نہ رہے ۔باباجیؒ (انصاری صاحب) بھی کہتے کہ بیماری میں یاد اللہ کی زیادہ آتی ہے ۔ یہ اچھی باتیں ہوتی ہیں ۔ہمیں تو ایسی تسلی مل جاتی ہے کہ یہ بخار وخار ہو تو مضر جراثیم جو ہیں وہ مر جاتے ہیں ۔ بڑی اچھی بات ہوتی ہے ۔ بخار بھی اچھا ہوتا ہے ۔اللہ خیر کرے ۔

(آن لائن محفل مورخہ ۷ فروری ۲۰۲۳ء کی گفتگو سے اقتباسات)

چھ کا نسخہ

(جاوید چوہدری)

منوہر ایچ بنگالی نژاد باڈی بلڈر تھا اس کا قد صرف چار فٹ گیارہ انچ تھا وہ 1912 میں پیدا ہوا اور 2016 میں جم میں ایکسر سائز کے دوران فوت ہوا وہ دنیا کے بزرگ ترین بلڈرز میں شمار ہوتا تھا وہ آخری سانس تک جوانوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ وزن اٹھاتا رہا میڈیکل سائنس بتاتی ہے انسان کی عمر جتنی زیادہ ہوتی ہے اس کے مسلز اور ہڈیوں میں وزن اٹھانے کی صلاحیت اتنی ہی کم ہو جاتی ہے ڈاکٹرز 70 سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو ہمیشہ وزن اٹھانے سے روک دیتے ہیں بزرگوں کو یہ مشورہ بھی دیا جاتا ہے آپ چلنے کی احتیاط کیا کریں اور کھڑے ہو کر پتلون یا شلوار پہننے کی کوشش نہ کیا کریں۔ آپ گر سکتے ہیں جس کے نتیجے میں آپ کے کولہے کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی لیکن منوہر ایچ 104 سال کی عمر تک بلڈنگ کرتا رہا اور اس کی کوئی ہڈی ٹوٹی اور نہ مسل کیوں؟ آخر اس میں کیا اضافی خوبی تھی؟ اس خوبی کو ڈسپلن اور دل (قوت ارادی) کہتے ہیں منوہر نے لڑکپن میں ایکسر سائز سٹارٹ کی اور یہ 104 سال کی عمر تک ایکسر سائز کرتا رہا چنانچہ اس کے مسلز اور ہڈیاں بھی تگڑی رہیں اور اس نے طویل اور صحت مند زندگی بھی پائی آپ ملکھا سنگھ کی مثال بھی لے لیجئے یہ بھارت کا سٹار اتھلیٹ تھا وہ 1929 میں ملتان کے نواح میں پیدا ہوا اور 2021 میں چنڈی گڑھ میں 92 سال کی عمر میں فوت ہوا۔ وہ بھی آخری وقت تک جاگنگ کرتا تھا وہ کہتا تھا اگر میرے سر میں درد ہوتا تھا تو بھی میں جاگنگ کرتا تھا اور دو چار کلومیٹر کی

دوڑ کے بعد ٹھیک ہو جاتا تھا میڈیکل سائنس کا خیال ہے انسان کو بڑھاپے میں اپنے گھٹنوں اور ٹخنوں پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے جب کہ ملکھا سنگھ 92 سال کی عمر تک دوڑتا رہا اور اس نے بھی ضیاء محی الدین کی طرح زندگی بھر کوئی دوا نہیں کھائی جم ارنگٹن امریکی باڈی بلڈر ہے اس کی عمر اس وقت 90 سال ہے یہ بچپن میں بہت کم زور اور سکڑ و تھا لوگ اسے (سکنی بونز) کہتے تھے لیکن پھر اس نے 13 سال کی عمر میں باڈی بلڈنگ شروع کی اور یہ آج تک یہ کر رہا ہے یہ ورلڈ اولڈیسٹ پروفیشنل باڈی بلڈرز کے ٹائٹل سے گینیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں شامل ہے یہ باڈی بلڈنگ کے 62 مقابلوں میں شریک ہوا اور 16 ایوارڈز حاصل کیے ریمنڈ مون رامن لوپز اور چارلس اور گسٹر اس سے بھی آگے نکل گئے ہیں اوگسٹر کا 96 سال کی عمر میں انتقال ہوا تھا اس نے 65 سال کی عمر میں جاگنگ شروع کی تھی اور 36 گولڈ میڈل حاصل کیے تھے جب کہ اس نے 87 سال کی عمر میں باڈی بلڈنگ شروع کی اور وہ انتقال تک جم میں مسلز بلڈنگ کرتا رہا اس سے ایک بار پوچھا گیا تھا کیا 93 سال کی عمر میں باڈی بلڈنگ اچھا آئیڈیا ہے؟ اس کا کہنا تھا یہ شان دار آئیڈیا ہے اس کے اس دعوے کے بعد دنیا کے بے شمار بزرگوں نے جم شروع کر دیا تھا۔ میں آپ کو یہاں یہ بھی بتاتا چلوں اوگسٹر پروفیشنلی ڈینٹسٹ تھا اور وہ بھی ادویات استعمال نہیں کرتا تھا لہٰذا کہنے کا مطلب یہ ہے یہ دنیا ایک حیرت کدہ ہے اور اس حیرت کدے میں انسان روزانہ کمال کر رہا ہے ہم بس اگر پڑھنا ریسرچ کرنا اور آنکھیں کھول کر دائیں بائیں دیکھنا شروع کر دیں تو ہمارے راستے میں حائل جہالت کی بے شمار دیواریں گر جائیں گی مگر شاید ہم امکانات کی اس دنیا کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے ہم اپنے کمبل سے باہر جھانکنا ہی نہیں چاہتے۔

میں نے 26 فروری کو ضیاء محی الدین مرحوم پر کالم لکھا تھا جس میں ان کے حیران

کن ڈسپلن اور ٹائم مینجمنٹ کا ذکر کیا میرے چند احباب نے اس ڈسپلن کو مبالغہ سمجھا جب کہ چند کا خیال ہے ضیاء صاحب نے ایک بور غیر دلچسپ اور جیل نما زندگی گزاری تھی میں یہ اعتراض سن کر مسکرانے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں کہ ہم لوگ بنیادی طور پر کنوئیں کے مینڈک ہیں اور ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کائنات صرف اس کنوئیں تک محدود ہے اس کے دائرے سے باہر کچھ نہیں ہم یہ بھی سمجھتے ہیں خوشی کا تعلق سستی، بے نظمی اور خوش خوراکی کے ساتھ ہے اور ہم جب تک آٹھ نان اور دو مٹن کڑاہیاں نہ کھالیں ہم اس وقت تک خوش نصیب نہیں ہو سکتے ہم یہ بھی فیصلہ کر بیٹھے ہیں دنیا میں اب کوئی شخص ڈاکٹر اور دوا کے بغیر سروائیو نہیں کر سکتا جب کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے آپ بے نظمی کے ساتھ زندگی تو گزار سکتے ہیں لیکن آپ اگر کسی پرپز (مقصد) کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے آپ کو ڈسپلن میں باندھنا ہوگا آپ اگر صحت مند زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو بھی آپ کو خوراک میں اعتدال لانا ہوگا میڈیکل سائنس کہتی ہے دنیا کی 98فیصد بیماریاں خوراک سے پیدا ہوتی ہیں۔ آپ کھانے اور پینے کو ڈسپلن میں لے آئیں آپ لمبی اور صحت مند زندگی گزاریں گے۔ حکیم سعید صاحب فرمایا کرتے تھے انسان کے لیے ایک ناشتہ اور ایک کھانا کافی ہوتا ہے وہ ہفتے میں تین دن روزہ رکھتے تھے آپ شاید یہ جان کر حیران ہونگے حکیم سعید نے زندگی میں 80ہزار خط لکھے تھے اور یہ خط اب باقاعدہ میوزیم میں پڑے ہیں وہ ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد یونیورسٹی اور مدینہ الحکمت کے ساتھ ساتھ 196 کتابوں کے مصنف تھے اور انگریزی اور اردو کے سات میگزین بھی ایڈٹ کرتے تھے اور یہ مطب بھی کرتے تھے۔ حکیم صاحب نے اس کے ساتھ آدھی سے زیادہ دنیا بھی دیکھ لی تھی ہم یہ سمجھتے ہیں ڈسپلن سے انسان کی زندگی بور ہو جاتی ہے جب کہ انسان ڈسپلن کے ساتھ خود بھی زندگی انجوائے کرتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کے

ساتھ زیادہ کمفرٹیبل ہوتے ہیں آپ کو جب یہ معلوم ہوجائے فلاں شخص وقت کا پابند ہے یا وہ کس وقت کھانا پیتا ہے اور کون سی بات اسے ناگوار گزرتی ہے تو آپ بھی اس سے میل ملاقات میں ان باتوں کا خیال رکھیں گے جس سے آپ کی زندگی بھی اچھی گزرے گی جب کہ اس کے مقابلے میں اگر دوسرے لوگ غیر منظم اوران پری ڈکٹیبل (Unpredictable) ہوں گے تو آپ اور وہ دونوں پریشان رہیں گے تیسرا دنیا میں اس وقت کروڑوں لوگ ادویات کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں امریکا، یورپ اور بھارت میں انقلاب آچکا ہے سینکڑوں ایسے کلینکس اور ویل نس سنٹرز ہیں جو خوراک سے ہر قسم کی بیماری کا علاج کر رہے ہیں امریکا میں ڈاکٹر جیسن فانگ (Jason Fong) اور ڈاکٹر ایرک برگ (Eric Berg) صرف خوراک سے لاکھوں لوگوں کو شوگر، بلڈ پریشر، جوڑوں کے درد موٹاپے سے رہائی دلا چکے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں لوگ کیٹو ڈائیٹ، لوکارب ڈائیٹ اور روزہ (فاسٹنگ) سے روزانہ ادویات سے جان چھڑا رہے ہیں۔ آپ اسے بھی چھوڑ دیجئے آپ گوگل پر بلیوز ونز ٹائپ کیجئے آپ کے سامنے دنیا کے چھ ایسے خطے آجائیں گے جہاں 90فیصد لوگوں کی عمریں سو سال سے زیادہ ہیں اور یہ لوگ اس عمر میں بھی مکمل متحرک زندگی گزار رہے ہیں۔ انہیں جدید دنیا کا کوئی مرض لاحق نہیں اور یہ کسی قسم کی کوئی دوا بھی نہیں کھا رہے میڈیکل سائنس دہائیوں سے بلیوزونز کے شہریوں پر ریسرچ کر رہی ہے اور دنیا کو بتا رہی ہے آپ اگر اپنے معمولات بلیوزونز کے مطابق بدل لیں تو آپ بھی صحت مند اور اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔

میں نے ویل نیس اور اچھی زندگی کے بارے میں اب تک جو پڑھا اور دیکھا اور جو مختلف کورسز سے سیکھا۔ میں نے اس سے چھ چیزیں اخذ کی ہیں ڈسپلن اس کائنات کا

پہلا اصول ہے۔آپ آج دو سو سال بعد کے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کا وقت معلوم کر لیں سورج یقیناً اس دن بھی سیکنڈز کے حساب سے وقت پر طلوع ہوگا اور عین وقت پر غروب ہوگا چاند ستارے، ہوائیں، بارشیں، پھول، اور جانداروں کی پیدائش کا وقت تک معین ہے۔ ہمارے دل کی دھڑکنیں تک طے ہیں۔چنانچہ آپ اگر خود کو قدرت کے ڈسپلن کے ساتھ جوڑ لیں تو آپ قدرے بہتر زندگی گزار سکتے ہیں، 'دو' انسان کو دنیا کے تمام جانداروں کے مقابلے میں کم خوراک درکار ہوتی ہے شاید اسی لیے صرف انسان پر روزے فرض ہیں۔کتا اور گھوڑا بھی جب بیمار ہوتا ہے تو یہ فاقہ کرتا ہے اور ٹھیک ہو جاتا ہے چنانچہ آپ اگر خوراک کم کر لیں گے اور اس کے اوقات طے کر دیں گے تو بھی آپ کی زندگی اچھی گزرے گی۔'تین' انسان کے لیے ایکسر سائز لازم ہے آپ اگر دن میں کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ ایکسر سائز واک قیلولہ اور مراقبہ نہیں کرتے تو پھر آپ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی آپ کو گزار رہی ہے۔'چار' قدرت نے ہر تکلیف ہر اذیت اور ہر بیماری کا علاج ماحول میں رکھا ہوا ہے۔آپ اپنی تکلیفوں کا علاج نیچر میں تلاش کریں آپ اگر ہفتے میں تین دن ہلدی والا دودھ پی کر تندرست ہو سکتے ہیں تو آپ کو ملٹی وٹا منز اور اینٹی بائیوٹکس لینے کی کیا ضرورت ہے؟ نیچرل ریمڈیز کی طرف آجائیں۔'پانچ' انسان کو کام زندہ رکھتا ہے آپ آخری سانس تک کام کرتے رہیں لیکن کام آپ کی مرضی کا ہونا چاہیے۔مزاج کے خلاف کام قید ہوتا ہے اور قید محل میں بھی ہو تو بھی انسان کو مار دیتی ہے اور 'چھ' اللہ کے سوا انسان کا کوئی آسرا کوئی سہارا نہیں آپ اسے ہمیشہ ساتھ رکھیں آپ کی زندگی اچھی گزرے گی۔یہ نسخہ دنیا کے کروڑوں لوگ استعمال کر رہے ہیں آپ بھی کر کے دیکھیں آپ کو نتائج حیران کر دیں گے۔

بچوں میں عدم برداشت

(کرن شفیق خان)

''ماما!ٹیب کھیلنا ہے۔'' جاذب نے آواز لگائی۔

ثانیہ نے سنی ان سنی کر دی۔تھوڑی دیر بعد پھر جاذب کی آواز آئی ''ماما! آپ کہاں ہیں۔میں ٹیبلیٹ لے رہا ہوں۔''اِس دفعہ جاذب کی آواز میں زیادہ زور تھا۔''ہوم ورک مکمل کرلیا؟'' ثانیہ کو نوٹس لینا ہی پڑا۔''تھوڑا سا رہ گیا ہے،بعد میں کرلوں گا۔''جواب آیا کیونکہ جاذب کو پتا تھا کہ یہ سوال تو سب سے پہلے ہونا ہے۔''پورا کرلو،تب لے لینا۔'' ثانیہ کا فیصلہ تھا۔''کہہ رہا ہوں ناکہ کرلوں گا۔'' ''جب کرلو گے،تو لے لینا۔''وزن برابر تھا۔ ''آخر کیوں۔۔۔؟''اب جاذب خم ٹھونک کر میدان میں آگیا تھا۔اُس نے پنسل پٹخ کر تیوری چڑھالی۔''اس لیے کہ پھر رہ جائے گا۔اس کا ابھی پورا ہونا ضروری ہے۔ویسے بھی امتحان نزدیک آگئے ہیں۔پڑھائی پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔'' ثانیہ نے اسے بات سمجھاتے ہوئے کہا۔''ہاں! لیکن ایک گھنٹہ ٹیبلیٹ کھیلنے سے کوئی اتنا فرق نہیں پڑ جائے گا۔''دس سالہ جاذب کی آواز میں ضد اور جھنجلاہٹ کے ساتھ غصہ بھی نمایاں تھا۔اُسے سامنے نظر آتی رکاوٹ دور کر کے ہر حالت میں ٹیبلیٹ پر گاڑیوں کی ریس کھیلنی تھی۔حالات کی سنگینی کا اندازہ کر کے ثانیہ باورچی خانے سے باہر آگئی اور پوچھا''دکھاؤ کتنا کام باقی ہے؟''

دیکھا تو کافی سارا باقی تھا۔''سوائے انگریزی کے کچھ نہیں کیا ہے تم نے ریاضی، اردو اور سائنس سب باقی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تھوڑا سا ہے۔''

''پھر بھی میں کر لوں گا۔۔۔' جاذب نے ضدی آواز میں کہا۔ ''نہیں کام پہلے اور کھیل بعد میں۔کووِڈ کے دنوں میں کھیل کھیل کر تم ہر وقت کھیلنے کے بہت عادی ہو گئے ہو۔اب جب تک پورا ہوم ورک کر کے نہیں دکھاؤ گے،ٹیب نہیں ملے گا۔'' ثانیہ قطعی انداز میں فیصلہ سناتے واپس باورچی خانے میں چلی گئی۔ ''جاذب پوری قوت سے گلا پھاڑ کر چلایا۔ ''کیا مصیبت ہے ہر وقت یہی ہوتا ہے۔'' غصے اور بے بسی سے اُس کا چہرہ دَہک اٹھا۔آنکھیں سرخ انگارا ہو کر اُبل پڑیں۔جاذب گلے کی رگیں پھلائے ہذیانی انداز میں چلا رہا تھا۔پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔اچانک خاموش ہوا اور غصے سے پڑھائی والی میز کو ٹھوکر مار کر کمرے سے نکل گیا۔ جاتے جاتے ہوم ورک کرتی بہن کو کہنی ماردی جس سے اُس کی پوری کاپی پر لکیر پڑ گئی۔زارا چلائی: ''ماما! بھیا نے میرا سارا صفحہ گندا کر دیا۔'' یہ کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگی۔ ''میں نے کچھ نہیں کیا۔اس نے خود خراب کیا ہوگا۔'' جاذب نے صفائی دینے کی ذمے داری ٹیرس میں کھڑے کھڑے ہی پوری کر دی۔اب اُس کی آواز کا جوش کم ہو چکا تھا۔بہن کو ستا کر اُس نے اپنا غصہ کسی حد تک اُس پر انڈیل دیا تھا۔ثانیہ کے دماغ میں گرم سیال دوڑ گیا۔اُس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔سالن بھونتے ہوئے اُس کی کلائی دیگچی کے کنارے سے لگ گئی تھی ۔۔۔مگر اُس کی کراہ جسمانی نہیں ذہنی تکلیف پر تھی۔جاذب کا مزاج روز بروز خراب ہوتا جا رہا تھا۔ذرا کوئی بات مرضی کے خلاف ہوتی،تو آگ بگولا ہونا معمول بن گیا تھا۔خاص طور پر کسی مطالبے میں رکاوٹ پڑی یا فرمائش پر کوئی شرط عائد ہوئی،تو اُس کا ضبط جواب دے جاتا یہ ایک بچے کی کہانی نہیں بلکہ ہر گھر کا ایک نقشہ ہے۔ادھر دیکھیے ساڑھے تین سال کا صائم ماں کو لیٹا دیکھ کر خاموشی سے کمرے سے نکلا۔پلاسٹک کا اسٹول لے جا کر باورچی خانے میں سنک کے پاس رکھا۔کولڈ ڈرنک کی خالی بوتل میں لیکوڈ ڈش واش اچھی طرح ڈالا اور نل کھول

کر پانی بھرنا شروع کر دیا۔ تیز پانی گر کر جھاگ بنانے لگا اور وہ سنک میں بھرنے لگا۔ یہ حسین منظر دیکھ کر صائم کی کلکاریاں چھوٹنے لگیں۔ کچھ دیر بعد نوین کو کچھ خیال آیا، تو اُس نے خاموشی سے موبائل رکھا۔ کمرے میں صائم نہیں تھا۔ غسل خانے میں دیکھا۔ وہ دوسرے کمرے سے گزرتی ہوئی جب باورچی خانے میں آئی، تو ایک عجیب منظر سامنے تھا: لیکوڈ سوپ کی بوتل خالی۔۔۔ سنک جھاگ سے لبالب بھرا تھا اور صائم کے چہرے پر خوشیوں کے ہزاروں رنگ۔۔۔!!! نوین کا دماغ خراب ہوگیا۔۔۔ پیار آنے کے ساتھ ساتھ ڈش واش کی خالی بوتل نے دل جلا دیا۔ ''کیا ہو رہا ہے؟'' اُس نے فوراً نل بند کیا۔ ''واش ماما واش!'' صائم نے احتجاج کیا۔ ''بس ہوگیا واش مجھ سے کہنا تھا آپ خود سے کیوں آ گئے؟'' اُس نے جلدی سے کندھوں سے پکڑ کر اُسے نیچے کھڑا کیا۔ بس اتنا ہونا تھا کہ صائم آپے سے باہر ہوگیا۔ ہاتھ میں پکڑی کولڈ ڈرنک کی بوتل اتنے زور سے ریک پہ ماری کہ دو کپ گر کر شہید ہو گئے۔ اب ممکنہ طور پر دو تھپڑ صائم کو پڑنے تھے جس کے بعد پورے گھر میں طوفان آنا تھا۔ بستر کی چادر کھینچنا، کشن نیچے پھینکنا، فٹ میٹ اٹھا کر ہوا میں اچھال دینا وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ اِس رویے کا کیا علاج کیا جائے؟؟؟ جواب یہ ہے کہ مرض کے علاج کی خاطر اُس کے محرکات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ بچوں میں عدم برداشت آہستہ آہستہ پروان چڑھتا ہے۔ عدم برداشت دراصل خواہش، مرضی پسند، خودمختاری اور جذباتیت ہی کی انتہائی شکل کا نام ہے۔ اِس کی ابتداء وہاں سے ہوتی ہے جب بچوں کو ٹی وی یا موبائل کے سائے میں کھانا کھلایا جا رہا ہو۔ تب نظر آنے والی چیزیں بچے کے دل میں جگہ بناتی ہیں۔ وہ اُن کی تمنا کرتے ہیں۔ مہیا ہونے کی صورت میں آہستہ آہستہ اُن کے عادی بننے لگتے ہیں۔ اکثر اوقات بچوں کی شرارتوں سے بچنے کے لئے بھی اسکرین کا سہارا لیا جاتا ہے۔ بچے جو کچھ نظر آنے والے

خوب صورت مناظر میں دیکھتے ہیں، اُن کا حصول اپنا فطری حق سمجھنے لگتے ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ بچے سے کھانے پینے میں اُس کی پسند پوچھی جاتی ہے کہ اِس وقت کیا کھانا ہے؟ لباس میں پوچھا جاتا ہے کہ یہ پہننا ہے یا یہ؟ یہی چیز بچے کو خودمختاری کا احساس دلاتی ہے۔ سپر مارکیٹ میں والدین بغیر کسی سے پوچھے چیزیں اٹھا کر ٹرالی میں رکھتے ہیں ۔تو بچہ بھی یہی کرتا ہے ہر چند روکنے کے باوجود بھی کچھ نہ کچھ اپنی پسند کا لے ہی آتا ہے ۔ یہ چیزیں بچوں میں ''من مانی '' کو پروان چڑھاتی ہیں ۔ وسائل کی افراط بھی بچے میں خود پسندی اور ذاتی تسکین کو ہوا دیتی ہے ۔آج کل کئی گھروں میں عام طور پر وسائل کی افراط ہوتی ہے جبکہ بچے اکا دُکا ہوتے ہیں ۔ ماں باپ چراغ کے جن کی طرح بچوں کی فرمائش کی تعمیل کرتے ہیں ۔ اسکرین کا کثرت سے استعمال چیزوں کے انتخاب میں مددگار ہوتا ہے بلکہ رویوں کو سرکش بنانے اور غصے کے اظہار کے نت نئے انداز بھی سکھاتا ہے ۔ بچوں کو ناکافی توجہ ملنا بھی بچوں میں جھنجلاہٹ، غصہ اور ضد پیدا کرتا ہے ۔ بچہ اپنی پسند ناپسند، خواہشات اور مشاہدات والدین سے بانٹنا چاہتا ہے مگر دونوں اپنی اپنی مصروفیت کے علاوہ سامنے بیٹھ کر بھی موبائل پر توجہ رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں بچے اپنی ہستی منوانے کے لئے بھی غصہ کرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ آج کل والدین بچوں کو حکم کی تعمیل کے لئے وقت بھی نہیں دیتے۔ ایک بات کہتے اور فرماں برداری کی جلدی کرتے ہیں۔ بچہ دیر لگاتا ہے ۔ لاڈ دکھانا چاہتا ہے ۔ ویسے بھی چھوٹا ہے ۔ اُس کی رفتار بڑوں سے کم ہوتی ہے اور پھر ناپسندیدہ کام پر بجا آوری یوں بھی سست رفتار ہو جاتی ہے۔ ایسے میں ماں باپ کا جلد بازی کرنا بچے کو جلدی مچانے کی راہ دکھاتا ہے ۔ اِس سلسلے میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سیکولر میڈیا کے کار پردازوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بچوں کو سرکشی کی تربیت دینے کا آغاز آدھی صدی پہلے ہی کر دیا تھا ۔ انسانیت کو برباد کرنے والے

منصوبہ گروں کو معلوم ہے کہ اسکرین کی تیز روشنی اور موسیقی ذہن کے خلیے ناکارہ کر دیتی ہے۔ جذبات ابھارتی اور دماغ کی لہروں کو پریشان کرتی ہے۔ جتنی موسیقی کی رفتار تیز ہوگی، انسانوں میں عدم برداشت کی مقدار اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اِس بات کا اعتراف بین الاقوامی میڈیا کے کاربردازوں نے ہمیشہ کیا ہے۔ رینڈ کارپوریشن اور اُس سے ملحقہ کمپنیاں دنیا کو لامتناہی ہیجان کی طرف لے جا رہی ہیں۔ ہر کچھ عرصے بعد میوزک اور روشنی تیز کرنے کے احکامات میڈیا ہاؤسز کی طرف سے جاری ہوتے ہیں اور اُنھیں بخوبی اِس بات کا ادراک ہے کہ اِس کی شدت کا شکار ہر نئی آنے والی نسل بری طرح ہوتی جا رہی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ والدین اِس سلسلے کو روک سکتے ہیں یا نہیں اور اُنھیں کیا کرنا چاہیے۔

سب سے پہلی بات یہ کہ کونپل کو موڑنا آسان ہوتا ہے۔ آپ درخت کا تنا نہیں موڑ سکتے، اِس لئے اصلاحی تجاویز بھی بالکل بچپن ہی سے شروع ہوتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ چھوٹے بچوں سے کھانے اور پہننے میں اُن کی پسند کبھی نہ پوچھیں۔ اُنھیں اپنی مرضی کا کھلائیں اور پہنائیں اور بہت ورائٹی اُنھیں نہ دکھائیں۔ (پہلے تو کھانے میں کبھی کوئی انتخاب نہیں ہوتا تھا۔ سب کے لئے ایک جیسا پکتا اور وہی کھانا ہوتا تھا)۔ اگر بچہ ناپسندیدگی کا اظہار کرے، تو پہلے اُسے بہلائیں۔ باتوں میں لگا کر اُس خوراک کی محبت اُس کے دل میں ڈالئے جو آپ مناسب سمجھتی ہیں۔ اِس میں یقیناً وقت لگے گا مگر بچہ پالنے میں وقت تو لگتا ہی ہے۔

۲۔ جلد بازی نہ کریں، نہ ضد کریں، نہ ڈانٹ ڈپٹ کر کے عجلت میں کام نکالیں بلکہ دوستی اور محبت سے اپنی پسند کو اُس کی پسند بنا دیں۔ اِس میں آپ کی نفسیاتی مہارت کا امتحان ہے اور یہ زیادہ مشکل نہیں۔ شروع میں آپ اُسے باتوں میں لگائیں۔ بعد میں وہ خود

اس بات کی خواہش کرے گا کہ آپ سے مشورہ کرے اور مزے دار کہانیاں بھی سنے۔

۳۔اسکرین سے محبت ایک فطری محبت ہے کیونکہ بچوں کی نفسیات کے پیش نظر ہی رنگ برنگی دلچسپیاں پیدا کی جاتی ہیں۔کوشش کریں کہ اسکرین کا سامنا کم سے کم ہو۔ سامنا ہونے کے وقت بہت ساری مضر باتوں کے خلاف ایک غیر محسوس نفرت اُس کے دل میں پیدا کریں جو مشکل نہیں۔ بچہ اسکرین کی دلچسپی کو محدود انداز میں لے گا اور جو نفرتیں اُس کے دل میں پیدا ہوئی ہیں، وہ ساری زندگی موجود رہیں گی۔

۴۔جب اپنی کسی خواہش کی عدم تکمیل پر بچہ غصے میں ہو، اُس وقت خود والدین زبردستی اور مار کٹائی کے ذریعے اُس کے جذبات کچلنے کی کوشش نہ کریں بلکہ پہلے پیار سے سمجھائیں۔متبادل دلچسپی یا مصروفیت کی طرف توجہ مبذول کرائیں۔

۵۔جس وقت بچہ غصے میں بے حال ہو اور کوئی بات نہ سن رہا ہو، اُس وقت فوری طور پر لاحول پڑھ کر اُس کے چہرے پر دم کریں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔لاحول پڑھنے سے شیطان دفع ہوتا ہے۔فوری طور سے بچہ قابو میں آتا ہے۔اُس کے بعد بچے کو بھرپور توجہ اور محبت سے بہلا لیں۔ یہ طریقہ انتہائی آزمودہ اور تیر بہدف ہے۔

۶۔ غصیلے بچے بھرپور توجہ مانگتے ہیں۔سرسری توجہ سے اُن کا کام نہیں چلتا۔ایسے بچوں کو والدین پوری طرح بچے کی طرف اپنی توجہ مرکوز کریں۔ پیار سے، سودے بازی سے، کسی بھی لالچ سے کام نکالنے کی کوشش کریں۔اِس سلسلے میں یہ باور کرانا ضروری ہے کہ سرکش یا بدتمیز رویہ اُس کے لیے نہ صرف ابھی بلکہ آئندہ بھی مشکلات پیدا کرے گا۔

۷۔زندگی میں نظم وضبط قائم کریں۔نظم وضبط کا فقدان انسان کو خواہشات کا غلام بنا

دیتا ہے۔اگر گھر میں کسی کام کا کوئی نظام الاوقات نہ ہوگا تو بچہ بھی یہی چاہے گا کہ جب جو جی چاہے کرلے۔جب چاہے کھائے، جب چاہے کھیلے اور جب چاہے سوئے۔نظم وضبط قائم کرنا والدین کی صلاحیتوں اور باہمی تعاون کا امتحان ہے۔اگر والدین کے درمیان اعتماد اور تعاون کی فضا ہو۔گھر میں بچوں کے لئے بھی کوئی نظام الاوقات بنا ہوا ہو، تو بچے اتنی شدت سے اپنی بے اعتدالی پر اصرار بھی نہیں کرتے کیونکہ انھیں پتا ہوتا ہے کہ اِس وقت کیا کچھ ہوسکتا ہے اور کیا نہیں۔

۸۔والدین کو لازمی طور سے اپنے رویوں سے عدم برداشت کا خاتمہ کرنا ہوگا۔اگر والدین انفرادی اور باہمی رویوں میں ضد، غصہ، خودغرضی اور چیخ و پکار یا توڑ پھینک پر کاربند ہوئے، تو بچوں میں عدم برداشت کا ہونا ضروری بھی ہے اور اکتسابی بھی۔

یاد رکھیے آپ اپنے بچے کا آئیڈیل ہیں، چاہے اچھے ہوں یا برے۔۔۔آئینہ بھی ہیں ،لہٰذا جیسے آپ ہیں ویسے ہی آئینہ آپ کو دکھائے گا۔آئینہ بات نہیں سنتا اور بچہ بھی جو دیکھتا ہے وہی دکھاتا ہے،لہٰذا کوشش کریں کہ بچے کو آپ میں اور ماحول میں بھی اچھا ہی نظر آئے تاکہ وہ بھی اچھا ہی دکھائے۔

جیسے جیسے بچہ بڑا اور باہر کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے، اُس میں تبدیلیاں آنے لگتی ہیں۔ایسے میں بچے کو الزام دینے کے بجائے بیرونی ماحول کی خامیاں اور کمزوریاں اُس کے سامنے رکھی جائیں۔گھر میں سیکھی ہوئی باتوں کی اہمیت اور استحکام اُس پر اجاگر کیا جائے، تو بچوں میں خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے اور عدم برداشت کم ہوتی جاتی ہے۔

اعتکاف کے مسائل

(سید عبدالمبین)

اعتکاف کے لفظی معنی بند رہنا، رکے رہنا، کسی چیز پر جم کر بیٹھ جانا اور کسی چیز کو لازم پکڑلینا کے ہیں۔

شرعی حوالے سے تمام دنیاوی معاملات ترک کر کے عبادت کی نیت سے اللہ کو راضی کرنے کی خاطر کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا اعتکاف ہے

اعتکاف کا وقت:

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ رمضان میں آخری دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔''

حدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

''نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے، جب وہ سال آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو بیس دن اعتکاف کیا۔''

اعتکاف کی نذر مان لینا:

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اعتکاف کی جگہ:

مردوں کے لیے اعتکاف صرف مساجد میں ہی کیا جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور تم مساجد میں اعتکاف کرنے والے ہو"۔

جس روز اعتکاف کرنا ہو اس رات کو سورج غروب ہونے سے پہلے اسے اپنی اعتکاف گاہ میں بیٹھنا چاہیے۔سفیان ثوری اور مالک بن انس کا یہی قول ہے۔

حالت اعتکاف میں بیوی سے ملاقات کی اجازت:

''اور جب مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو اُن سے مباشرت نہ کرو۔''

حدیث:

ام المومنین حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں:

''وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ملاقات کی غرض سے آئیں، اس وقت آپ ﷺ مسجد میں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں تھے، آپ ﷺ کے ساتھ تھوڑی دیر گفتگو کی، پھر چلنے کو کھڑی ہوئیں تو نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے، تا کہ ان کو پہنچا دیں یہاں تک کہ باب ام سلمہ کے پاس مسجد کے دروازے تک پہنچیں، دو انصاری مرد گزرے ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیی (میری بیوی) ہے دونوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! آپ کے متعلق کوئی بدگمانی ہو سکتی ہے، ان دونوں پر نبی ﷺ کا یہ فرمانا شاق گزرا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ

''شیطان خون کی طرح انسان کے جسم میں پھرتا ہے اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں بدگمانی پیدا نہ کرے۔''

حدیث:

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدریؓ سے پوچھا کیا آپ نے رسول ﷺ کو شب قدر کا ذکر کرتے ہوئے سنا؟ انہوں نے کہا: ہاں!

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا ہم بیسویں کی صبح کو آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بیسویں تاریخ کی صبح خطبہ سنایا اور فرمایا کہ مجھے شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی، اس لئے اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف میں تھا۔ تو اسے لوٹ جانا چاہیے چنانچہ لوگ مسجد کی طرف لوٹ گئے اور ہم لوگوں کو آسمانوں میں بدلی کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن ایک بدلی نمودار ہوئی اور بارش ہوئی اور نماز پڑھی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے کیچڑ اور پانی میں سجدہ کیا، یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر کیچڑ کا نشان دیکھا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں:

''سنت یہ ہے معتکف نہ کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے اور نہ نماز جنازہ کے واسطے (مسجد سے باہر) جائے اور نہ عورت کو (شہوت کے ساتھ) چھوئے اور نہ اس کے ساتھ مباشرت کرے اور نہ کسی ضرورت کے لئے باہر نکلے سوائے انسانی ضرورت کے لئے (قضاء حاجت وغیرہ کے لئے) اور اعتکاف درست نہیں مگر روزہ کے ساتھ۔ اور اعتکاف درست نہیں مگر مسجد میں (مردوں کے لئے)۔''

عورت کا حالت حیض اور نفاس میں اعتکاف کرنا:

حیض اور نفاس والی عورت اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ استحاضہ کی بیماری میں مبتلا خواتین اعتکاف کر سکتی ہیں۔

اعتکاف بیٹھنے والے کو چاہیے کہ نوافل میں مشغول رہے۔قرآن کی تلاوت کرے، اللہ کا ذکر کرتا رہے اور اسی طرح دیگر عبادات میں سرگرم رہے۔علم سیکھے اور سکھائے لیکن عبث وفضول گفتگو اور بے مقصد کاموں سے اجتناب کرے اور زیادہ باتیں نہ کرے۔

معتکف کے لئے جائز امور:

معتکف کے لئے حالت اعتکاف میں نہانا ،سر میں کنگھی کرنا ،تیل کرنا ،اور غسل کرنا جائز ہے۔

معتکف کے لئے ممنوع افعال:

جماع وہم بستری کرنا بیمار پرسی کے لئے مسجد سے باہر جانا کسی کے جنازے میں شریک ہونا ، کسی ضروری حاجت کے بغیر باہر نکلنا۔

رحمت کا خاص مہینہ

(مولانا ابولیث صدیقی)

برکتوں اور رحمتوں کے حصول کی خاطر منکرات سے پرہیز ضروری ہے اس کے بغیر انسان تقویٰ کی سعادت سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتا۔

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و برکات کا سیلاب آتا ہے اور اس کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہیں مگر بعض لوگ اس مبارک مہینے کی قدر و منزلت سے واقف نہیں کیونکہ ان کی ساری فکر اور جد و جہد مادیت اور دنیاوی کاروبار کے لیے ہے اس مبارک مہینے کی قدردانی وہ لوگ کرتے ہیں جن کی فکر آخرت کے لیے اور جن کا محور مابعد الموت ہو۔

آپ نے یہ حدیث شریف سنی ہو گی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

ترجمہ: اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا دیجیے یعنی ہماری عمر اتنی دراز کر دیجیے کہ ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب ہو جائے آپ غور فرمائیں کہ رمضان المبارک آنے سے دو ماہ پہلے ہی رمضان کا انتظار اور اشتیاق ہو رہا ہے اور اس کے حاصل ہونے کی دعا کی جارہی ہے یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں رمضان کی صحیح قدر و قیمت ہو۔

رمضان کے معنی:

رمضان عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں جھلسا دینے والا۔ مہینے کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اسلام میں جب سب سے پہلے یہ مہینہ آیا تو سخت اور جھلسا دینے والی گرمی تھی لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اس مہینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی خاص رحمت سے روزے دار بندوں کے گناہوں کو جھلسا اور معاف فرما دیتے ہیں اس لیے اس مہینے کو رمضان کہتے ہیں۔

رحمت کا خاص مہینہ:

اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک مہینہ اس لیے عطا فرمایا کہ گیارہ مہینے انسان دنیا کے دھندوں میں منہمک رہتا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے روحانیت اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں کمی واقع ہوتی ہے تو رمضان المبارک میں آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے یہ کمی دور کر سکتا ہے دلوں کی غفلت اور زنگ ختم کر لیتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے جس طرح کسی مشین کو کچھ عرصہ استعمال کرنے کے بعد سروس اور صفائی کرانی پڑتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی صفائی اور سروس کے لیے یہ مبارک مہینہ مقرر فرمایا۔

روزے کا مقصد:

روزے کی ریاضت کا بھی خاص مقصد اور موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعے انسان حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی و روحانی تقاضوں کی تابعداری و فرمانبرداری کا خوگر بنایا جائے اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوتوں کے تقاضے دبانے کی عادت ڈالی جائے۔ چونکہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے اس لیے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزے کا حکم رہا ہے اگر چہ

روزوں کی مدت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام میں ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق بھی تھا قرآن کریم میں اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے

ترجمہ:۔اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے (روزوں کا حکم تم کو اس لیے دیا گیا ہے) کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

کیوں کہ یہ بات یقینی ہے کہ نفس انسانی انسان کو گناہ نا فرمانی اور حیوانی تقاضوں میں اسی وقت مبتلا کرتا ہے جب وہ سیر ہو اس کے بر خلاف اگر بھوکا ہو تو وہ مضمحل پڑا رہتا ہے اور پھر اس کو معصیت کی نہیں سوجھتی روزے کا مقصد یہی ہے کہ نفس بھوکا رکھ کر مادی و شہوانی تقاضوں کو بروئے کار لانے سے اس کو روکا جائے تا کہ گناہ پر اقدام کرنے کا داعیہ اور جذبہ سست پڑ جائے اور یہی تقویٰ ہے۔کہا جا سکتا ہے کہ عالم بالا کی پاکیزہ مخلوق (فرشتے) نہ کھاتے نہ پیتے اور نہ بیوی رکھتے ہیں جبکہ روزہ (صبح صادق سے غروب آفتاب تک)انہی تین چیزوں سے رکنے کا نام ہے تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو روزے کا حکم دے کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندو!اگر تم ان تینوں چیزوں سے پرہیز کر کے ہماری پاکیزہ مخلوق کی مشابہت اختیار کر لو گے تو اس کی پاکیزہ صفت بھی تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی اور وہ صفت ہے۔

ترجمہ:وہ (فرشتے)خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو فوراً بجالاتے ہیں اور اسی کا حاصل تقویٰ ہے۔

تقریباً اسی بات کو حدیث شریف میں بھی فرمایا گیا ہے جو ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ہے اور بدن کی صفائی ستھرائی کا ذریعہ روزہ ہے۔

بہر حال روزے کا مقصد تقویٰ ہے اسی تقویٰ کے حصول کے لیے اس آخری امت پر سال میں ایک مہینہ کے روزے فرض کیے گئے روزہ کا وقت طلوع صادق سے غروب آفتاب تک رکھا گیا یہ زمانہ اس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت وتربیت کے مقصد کے لیے بالکل مناسب اور نہایت معتدل ہے پھر اس کے لیے مہینہ وہ مقرر کیا گیا جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور جس میں بے حساب برکتوں اور رحمتوں والی رات (شب قدر) ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہی مبارک مہینہ سب سے زیادہ مناسب اور موزوں ہوسکتا تھا۔ساتھ ساتھ اس مہینے میں دن کے روزوں کے علاوہ رات میں بھی ایک خاص عبادت کا عمومی اور اجتماعی نظام قائم کیا گیا جس کو تراویح کہا جاتا ہے اس وجہ سے مبارک مہینے کی روحانیت اور تاثیر میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے ان دونوں عبادتوں کے احادیث شریف میں بہت زیادہ فضائل ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھے بحالت ایمان اور بامید ثواب تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جو شخص ماہ رمضان میں کھڑا ہو یعنی نوافل (تراویح، وتہجد وغیرہ) پڑھے بحالت ایمان اور بامید ثواب اس کے بھی گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

تقویٰ کے حصول میں معاون چیزیں:۔

لیکن صرف روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کی حد تک بات ختم نہیں ہوتی بلکہ اس ماہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ غفلت کے پردوں کو دل سے دور کیا جائے اصل مقصد تخلیق کی طرف

رجوع کیا جائے۔گزشتہ گیارہ مہینوں میں جو گناہ ہوئے ان کو معاف کرا کر آئندہ گیارہ مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے استحضار اور آخرت میں جواب دہی کے احساس کے ساتھ گناہ نہ کرنے کا داعیہ اور جذبہ دل میں پیدا کیا جائے جس کو تقویٰ کہا جاتا ہے اسطرح رمضان المبارک کی صحیح روح اور اس کے انوار و برکات حاصل ہوں گے ورنہ یہ ہو گا کہ رمضان المبارک آئے گا اور چلا جائے گا اور اس سے صحیح طور پر ہم فائدہ نہیں اٹھا پائیں گے بلکہ جس طرح ہم پہلے خالی تھے ویسے ہی خالی رہ جائیں گے اس لیے چند ایسی چیزوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن پر عمل کر کے ہمیں روزے کے مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کے انوار و برکات حاصل ہوں گے۔

1- عبادت کی مقدار میں اضافہ:۔ رمضان المبارک کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے اپنی عبادت کی مقدار میں اضافہ کرنا ہے دوسرے ایام میں جن نوافل کو پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ان کو اس مبارک ماہ میں پڑھنے کی کوشش کریں مثلاً مغرب کے بعد سنتوں سے الگ یا کم از کم سنتوں کے ساتھ چھ رکعت اوابین پڑھیں (جب کہ ہمارا حال یہ ہے کہ اوابین افطار کی نذر ہو جاتی ہیں)

2- تلاوت قرآن کریم کی کثرت:۔ دوسرا کام یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کرنا ہے رمضان المبارک کے مہینے کو قرآن کریم کے ساتھ خاص مناسبت اور تعلق ہے اس مہینے میں قرآن کریم نازل ہوا ارشاد مبارک ہے خود نبی کریم ﷺ بھی رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے (بخاری شریف)

تمام بزرگان دین کی زندگیوں میں یوں تو قرآن کریم میں اشتغال بہت زیادہ نظر

آتا ہے لیکن رمضان المبارک کا مہینہ آتے ہی تلاوت کے معمول میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اس مبارک مہینہ میں ایک قرآن کریم دن میں ایک رات تراویح میں اس طرح ساٹھ 60 قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔

3- تراویح میں قرآن کریم صحیح پڑھنے اور سننے کا اہتمام:

اس مبارک مہینے میں ہر مومن کو اس بات کی بھی فکر کرنی ضروری ہے کہ تراویح میں قرآن مجید صحیح اور صاف صاف پڑھا جائے ۔جلدی جلدی اور حروف کاٹ کاٹ کر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس طرح قرآن کریم پڑھنا اللہ کے کلام کی عظمت کے خلاف ہے نیز پڑھنے والے کو خود قرآن کریم بد عا دیتا ہے ۔اس طرح قرآن کریم پڑھنے والا اور سننے والے سب گنہگار ہوتے ہیں۔

4- استغفار کی کثرت:۔ چوتھا کام یہ کرنا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مشہور حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے منبر کی پہلی دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آمین فرمایا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امین علیہ الصلاۃ والسلام میرے سامنے آئے تھے اور جب میں نے منبر پر پہلے زینے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین الی آخر الحدیث (مستدرک حاکم)

ظاہر ہے کہ اس شخص کی ہلاکت میں کیا شبہ ہے جس کے لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام بد عا کریں اور حضور اکرم ﷺ آمین کہیں اسی لیے اس مبارک مہینے میں نہایت کثرت کے ساتھ گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

5- دعا کا اہتمام: رمضان المبارک کی برکات حاصل کرنے کے لیے دعاؤں کا اہتمام بھی لازم ہے بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) ایک روزے دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی بددعا اس کو اللہ تعالی بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔ بہر حال یہ مانگنے کا مہینہ ہے اس لیے جتنا ہو سکے دعا کا اہتمام کیا جائے اپنے اپنے اعزہ و احباب اور رشتے داروں، اپنے متعلقین، ملک و ملت اور عالم اسلام کے لیے خوب دعائیں مانگنی چاہیں اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔

6- صدقات کی کثرت:۔ رمضان المبارک میں نفلی صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی سخاوت کا دریا پورے سال ہی موجزن رہتا تھا لیکن ماہ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکے مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں (بخاری شریف) جو شخص بھی آپ ﷺ کے پاس آتا اس کو ضرور نوازتے لہذا ہم کو بھی اس بابرکت مہینے میں اس سنت پر عمل کرتے ہوئے صدقات کی کثرت کرنی چاہیے۔

7- کھانے کی مقدار میں کمی:۔ ساتویں چیز جس کا لحاظ رمضان المبارک کا مقصد حاصل کرنے میں معاون ہے کھانے کی مقدار میں کمی کرنا ہے کیونکہ روزے کا مقصد قوت شہوانیہ و بہیمیہ کم کرنا اور قوت ملکیہ و نورانیہ بڑھانا ہے جب کہ زیادہ کھانے سے

یہ غرض فوت ہو جاتی ہے بقول شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں (کہ پورے دن بھوکا رہا) اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں کہ (پورے دن بھوکا رہنا ہے) اتنی زیادہ مقدار میں کھالیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے بھی اتنی مقدار کھانے کی نوبت نہیں آتی جس کی وجہ سے کھٹی ڈکاریں آنے لگتی ہے۔

حقیقتاً ہم لوگ صرف کھانے کے اوقات بدلتے ہیں یعنی افطار میں، تراویح کے بعد اور پھر سحری میں اس کے علاوہ کچھ بھی کمی نہیں کرتے بلکہ مختلف قسم کی زیادتی ہی ہو جاتی ہے ۔جس کی وجہ سے قوت شہوانیہ و بہیمیہ کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو کسی برتن کا بھرنا اتنا ناپسند نہیں جتنا پیٹ کا بھرنا ناپسند ہے ۔ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے قمر سیدھی رہے۔اگر زیادہ ہی کھانا ہے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے لیے رکھے ایک تہائی پینے اور ایک تہائی سانس کے لیے رکھے البتہ اتنا کم نہ کھائے کہ عبادات کے انجام دینے میں اور دوسرے دینی کاموں میں خلل واقع ہو۔

8- گناہوں سے پرہیز:- رمضان المبارک میں خاص طور پر گناہوں سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے ہر مومن کو یہ طے کر لینا چاہیے کہ اس برکت و رحمت اور مغفرت کے مہینے میں آنکھ ،کان اور زبان غلط استعمال نہیں ہوگی ۔جھوٹ ،غیبت ،چغل خوری،اور فضول باتوں سے مکمل پرہیز کرے۔یہ کیا روزہ ہوا کہ روزہ رکھ کر ٹیلی ویژن کھول کر بیٹھ گئے اور فحش و گندی فلموں سے وقت گزاری ہو رہی ہے۔کھانا پینا اور ملاپ جو حلال تھیں ان سے تو اجتناب کر لیا لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر کسی کی غیبت ہو رہی ہے ۔چغل خوری ہو رہی ہے ۔ جھوٹے لطیفے بیان ہو رہے ہیں اسطرح روزے کی برکات جاتی رہتی ہیں ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا بھوکا، پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں (صحیح بخاری) یعنی روزے کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پیا چھوڑنے کے علاوہ معصیات و منکرات سے بھی زبان و دہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں (معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر روزے دار سے کوئی شخص بدکلامی اور جھگڑا وغیرہ کرنے کی کوشش کرے تو روزے دار کہہ دے کہ میرا روزہ ہے یعنی میں ایسی لغویات میں پڑ کر روزے کی برکات سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔ (صحیح بخاری)

ان تمام احادیث شریفہ کا مدعا یہ ہے کہ روزے کے مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کے لیے معصیات و منکرات سے پرہیز نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان تقوی کی سعادت سے متمتع نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان المبارک کی قدر داری کی توفیق بخشے اور اس بابرکت مہینے کے اوقات کو صحیح طور خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

پرائمری سکول کا استاد

(قدرت اللہ شہاب)

ضلع جھنگ کے ایک سابق ڈپٹی کمشنر قدرت اللہ شہاب اپنی آپ بیتی شہاب نامہ میں لکھتے ہیں:

ایک روز جھنگ کے ایک پرائمری سکول کا استاد رحمت الٰہی میرے دفتر میں آیا۔ وہ چند ماہ کے بعد ملازمت سے ریٹائر ہونے والا تھا۔ اس کی تین بیٹیاں تھیں۔ رہنے کے لیے اپنا مکان بھی نہ تھا۔ پنشن نہایت معمولی ہوگی۔ اسے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ کہاں رہے گا۔ بیٹیوں کی شادیاں کس طرح ہوں گی۔ کھانے پینے کا خرچ کیسے چلے گا۔ اس نے سرگوشی میں بتلایا کہ پریشانی کے عالم میں وہ کئی ماہ سے تہجد میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریادیں کرتا رہا ہے۔ چند روز قبل اسے خواب میں حضور نبی کریمﷺ کی زیارت نصیب ہوئی جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم جھنگ جا کر ڈپٹی کمشنر کو اپنی مشکل بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ پہلے تو مجھے شک ہوا کہ یہ شخص ایک جھوٹا خواب سنا کر مجھے جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرے چہرے پر شک اور تذبذب کے آثار دیکھ کر رحمت الٰہی آبدیدہ ہوگیا اور بولا جناب میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ اگر جھوٹ بولتا تو شاید اللہ کے نام پر تو بول لیتا لیکن حضور نبی کریمﷺ کے نام پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں۔ اس کی منطق پر میں نے حیرانی کا اظہار کیا تو اس نے کہا آپ نے سنا نہیں با خدا دیوانہ باش و با محمد ہشیار یہ سن کر میرا شک پوری طرح رفع تو نہ ہوا لیکن سوچا کہ اگر یہ شخص غلط بیانی سے بھی کام

لے رہا ہوتو ایسی عظیم ہستی کے اسم مبارک کا سہارا لے رہا ہے جس کی لاج رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے رحمت الٰہی کو تین ہفتوں کے بعد دوبارہ آنے کے لیے کہا۔ اس دوران میں نے خفیہ طور پر اس کے ذاتی حالات کا کھوج لگایا اور یہ تصدیق ہوگئی کہ وہ اپنے علاقے میں نہایت سچا، پاکیزہ، اور پابند صوم صلوٰۃ آدمی مشہور ہے۔ اس کے گھریلو حالات بھی وہی ہیں جو اس نے بیان کیے تھے۔ اس زمانے میں کچھ عرصے کے لیے صوبائی حکومت نے ڈپٹی کمشنروں کو یہ اختیار دے رکھا تھا کہ سرکاری بنجر زمین کے آٹھ مربع تک ایسے خواہش مندوں کو طویل میعاد پر دے سکتے تھے جو انہیں آباد کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ میں نے اپنے مال افسر غلام عباس کو بلا کر کہا کہ وہ کسی مناسب جگہ کراؤن لینڈ کے ایسے آٹھ مربع تلاش کرے جنہیں جلد از جلد کاشت کرنے میں کوئی خاص دشواری پیش نہ آئے۔ مال افسر نے غالباً یہ سمجھا کہ شاید یہ اراضی میں اپنے کسی عزیز کو دینا چاہتا ہوں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے پکی سڑک کے قریب نیم آبادی زمین ڈھونڈ نکالی۔ رحمت الٰہی کے نام الاٹمنٹ کی ضروری کاروائی کر کے سارے کاغذات میرے حوالے کر دیے۔ دوسری پیشی پر جب رحمت الٰہی حاضر ہوا تو میں نے یہ نذرانہ اس کی خدمت میں پیش کر کے اسے مال افسر کے حوالے کر دیا۔ تا کہ قبضہ وغیرہ دلوانے اور باقی ساری ضروریات پوری کرنے میں اس کی مدد کرے۔

تقریباً نو برس بعد میں کراچی میں فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان کے ساتھ کام کر رہا تھا کہ ایوان صدر میرے نام ایک رجسٹرڈ خط موصول ہوا۔ اس زمانے میں پاکستان کا صدر مقام اسلام آباد کے بجائے کراچی تھا۔ یہ ماسٹر رحمت الٰہی کی جانب سے تھا کہ زمین پر محنت کر کے اس نے تینوں بیٹیوں کی شادیاں کر دی ہیں اور وہ اپنے اپنے گھروں میں خوش و خرم آباد ہیں۔ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ فریضہ حج بھی ادا کر لیا ہے۔ اپنے گزارے اور

رہائش کے لیے تھوڑی سی ذاتی زمین خرید نے کے علاوہ ایک کچا کوٹھا بھی تعمیر کرلیا ہے۔اس خوشحالی میں اب اسے آٹھ مربعوں کی ضرورت نہیں ۔چنانچہ الاٹمنٹ کے مکمل کاغذات اس خط کے ساتھ واپس ارسال ہیں تا کہ کسی اور حاجت مند کی ضرورت پوری کی جا سکے ۔ یہ خط پڑھ کر میں کچھ دیر کے لیے سکتے میں آ گیا۔میں اسی طرح گم سم بیٹھا تھا کہ صدر پاکستان کوئی بات کرنے کے لیے میرے کمرے میں آ گئے کس سوچ میں گم ہو؟

انہوں نے حالت بھانپ کر پوچھا،میں نے انہیں رحمت الٰہی کا سارا واقعہ سنایا تو وہ بھی نہایت حیران ہوئے کچھ دیر خاموشی طاری رہی پھر وہ اچانک بولے تم نے بہت نیک کام انجام دیا۔میں گورنر کو لاہور ٹیلیفون کرتا ہوں کہ وہ یہ اراضی اب تمہارے نام کردیں میں نے نہایت لجاجت سے گزارش کی کہ میں اس انعام کا مستحق نہیں۔ یہ سن کر صدر پاکستان بولے کہ تمہیں زرعی اراضی حاصل کرنے میں دلچسپی نہیں۔جی نہیں جناب میں نے التجا کی آخر میں فقط دو گز زمین ہی قبر کے لیے کام آتی ہے وہ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی طرح سے مل ہی جاتی ہے۔

قارئین اس واقعہ کے پانچوں کردار آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن جھنگ کے ایک پرائمری سکول ٹیچر رحمت الٰہی کا کردار ہم سب کے لیے مینارہ نور بن چکا۔

توحید

(علامہ اقبالؒ)

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی آج کیا ہے فقط اک مسئلہ علم کلام
روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام
میں نے اے میر سپہ! تیری سپہ دیکھی ہے "قل ہو اللہ" کی شمشیر سے خالی ہیں نیام
آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلا، نہ فقیہ وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام
قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

مشکل الفاظ کے معانی:

علم کلام: وہ علم جس میں اسلامی عقائد کو دلائل کے ذریعے ثابت کیا جائے۔
ضو: روشنی ظلمت کردار سیرت کا اندھیرا۔ امیر سپہ، لشکر کا سالار۔ قل ھو اللہ، سورۃ اخلاص کی جانب اشارہ۔ وحدت افکار، افکار و خیالات کی وحدت۔ وحدت کردار، سیرت و کردار کی وحدت۔ خام، ناپختہ۔

ترجمہ:۔ یہ توحید ہی ہے جو دنیا میں کبھی زندہ اور جیتی جاگتی قوت تھی مگر آج یہ صرف علم کلام کا ایک مسئلہ بن کر رہ گئی ہے۔ اگر اس روشنی سے سیرت کے اندھیرے میں روشنی نہ ہو تو پھر مسلمان سے اس کا اپنا مقام ہی پوشیدہ رہتا ہے۔ اے لشکر کے سالار! میں نے تیرا لشکر دیکھا ہے ان کے پاس جو میان ہیں وہ قل ھو اللہ کی تلوار سے خالی ہیں۔ صد افسوس! اس راز سے ظاہری علماء اور مفتی آگاہ نہیں ہیں کہ افکار و خیالات کی وحدت تو موجود ہے مگر سیرت اور کردار

کی وحدت نہ ہونے کی وجہ سے وہ نا پختہ ہیں۔قوم کیا ہے اور قوموں کی امامت کیا ہے؟ اس مسئلے کو یہ دو رکعت پڑھانے والے امام بھلا کیا سمجھ سکتے ہیں؟

تشریح:۔

علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں توحید دنیا میں ایک زندہ اور جیتی جاگتی قوت تھی۔عصر حاضر میں علماء کی لاحاصل بحث ومباحثے نے اسے علم کلام کا ایک مسئلہ بنا دیا ہے اور ذات باری تعالیٰ کو بھی دلائل کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جب تک توحید باری تعالیٰ کی روشنی سے اپنی سیرت وکردار کو روشن نہیں کیا جائے گا مسلمان اپنے حقیقی مقام و مرتبہ سے بےخبر ہی رہیں گے۔آج مسلمان مجاہدین کی تلواروں میں بھی توحید باری تعالیٰ کی جھلک دکھائی نہیں دیتی یعنی وہ اللہ عزوجل کی توحید اور وحدانیت کے لیے تلوار نہیں اٹھاتے بلکہ اپنے ذاتی مفاد کے لیے تلوار اٹھاتے ہیں۔یہ ایسا راز ہے جس سے عصر حاضر کے ظاہری علماء اور مفتی نہیں سمجھ سکتے کہ ان کے افکار اور خیالات میں وحدت تو دکھائی دیتی ہے مگر سیرت اور کردار میں وحدت نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ خام ہیں۔ان ظاہری علماء اور مفتیوں کو کیا پتہ کہ قوم کسے کہتے ہیں اور قوم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کے لیے کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟ یہ ظاہری علماء اور مفتی صرف دو رکعت نماز پڑھا سکتے ہیں مگر قوم کی رہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکتے۔

روزوں کے طبی فوائد

(ڈاکٹر اختر راجا)

دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمان اسلامی وقرآنی احکام کی روشنی میں بغیر کسی جسمانی و دنیاوی فائدے کا طمع کیے روزے رکھتے ہیں۔تاہم روحانی تسکین کے ساتھ ساتھ روزہ رکھنے سے جسمانی صحت پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں جسے دنیا بھر کے طبی ماہرین اور جدید سائنس نے ہزاروں کلینیکل ٹرائلز سے تسلیم کیا ہے۔کچھ عرصہ قبل تک یہی خیال تھا کہ روزے کے طبی فوائد نظام ہضم کی حد پر محدود ہیں لیکن جیسے جیسے سائنس اور علم طب نے ترقی کی، دیگر بدن انسانی پر اس کے فوائد آشکار ہوتے چلے گئے اور محقق اس بات پر متفق ہوئے کہ روزہ تو ایک طبی معجزہ ہے۔آیئے! جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں دیکھیں کہ روزہ انسانی جسم پر کس طرح اپنے مفید اثرات مرتب کرتا ہے۔

نظام ہضم: انسان کا نظام ہضم ایک دوسرے سے قریبی طور پر ملے بہت سے اعضا پر مشتمل ہے۔اہم اعضا جیسے منہ اور جبڑے میں لعابی غدود، زبان، گلا، مقوی نالی، یعنی گلے سے معدہ تک خوراک لے جانے والی نالی۔معدہ، بارہ انگشتی آنت، جگر اور لبلبہ اور آنتوں سے مختلف حصے وغیرہ تمام اعضا اس نظام کا حصہ ہیں۔جیسے ہم کچھ کھانا شروع یا کھانے کا ارادہ ہی کرتے ہیں، یہ نظام حرکت میں آجاتا ہے اور ہر عضو اپنا مخصوص کام شروع کردیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہمارے موجودہ طرز زندگی سے یہ سارا نظام چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر ہونے کے علاوہ اعصابی دباؤ، جنک فوڈ اور طرح طرح کے مضر صحت الم غلم کھانوں کی وجہ

سے متاثر ہو جاتا ہے۔روزہ اس سارے نظام ہضم پر ایک ماہ کا آرام طاری کر دیتا ہے اس کا حیران کن اثر بطور خاص جگر پر ہوتا ہے کیونکہ اس نے نظام ہضم میں حصہ لینے کے علاوہ پندرہ مزید عمل بھی انجام دینے ہوتے ہیں۔ روزے کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے۔ یہ روزے کے بغیر قطعی ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی مقدار کی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصہ کے برابر بھی ،اگر معدے میں داخل ہو جائے تو پورا کا پورا نظام ہضم اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور جگر فوراً مصروف عمل ہو جاتا ہے۔

جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں ایک کام اس توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے جو غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ خوراک کے درمیان ہوتا ہے۔ اسے یا تو ہر لقمے کو سٹور میں رکھنا ہوتا ہے یا پھر خون کے ذریعے اس کے ہضم ہو کر تحلیل ہونے کے عمل کی نگرانی کرنا ہوتی ہے۔جبکہ روزے کے ذریعے جگر توانائی بخش کھانے کے سٹور کرنے کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔اسی طرح جگر اپنی توانائی خون میں گلوبلن (Globulin) کی پیداوار پر صرف کرتا ہے جو جسم کے محفوظ رکھنے والے مدافعتی نظام کو تقویت دیتا ہے۔

رمضان المبارک میں موٹاپے کے شکار افراد کا نارمل سحری اور افطاری کرنے سے آٹھ تا دس پاؤنڈ وزن کم ہو سکتا ہے جبکہ روزہ رکھنے سے اضافی چربی بھی ختم ہوتی ہے۔ وہ خواتین جو اولاد کی نعمت سے محروم اور موٹاپے کا شکار ہیں، وہ ضرور روزے رکھیں تاکہ ان کا وزن کم ہو سکے۔یاد رہے کہ جدید میڈیکل سائنس کے مطابق وزن کم ہونے سے بے اولاد خواتین کو اولاد ہونے کے امکانات کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔روزے سے معدے کی رطوبتوں میں توازن آتا ہے۔

نظام ہضم کی رطوبت خارج کرنے کا عمل دماغ کے ساتھ وابستہ ہے عام حالت

میں بھوک کے دوران یہ رطوبتیں زیادہ مقدار میں خارج ہوتی ہیں جس سے معدے میں تیزابیت بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ روزے کی حالت میں دماغ سے رطوبت خارج کرنے کا پیغام نہیں بھیجا جاتا کیونکہ دماغ کے خلیوں میں یہ بات موجود ہوتی ہے کہ روزے کے دوران کھانا پینا منع ہے۔ یوں نظامِ ہضم درست کام کرتا ہے۔

روزہ نظام ہضم کے سب سے حساس حصے، گلے اور غذائی نالی کو تقویت دیتا ہے۔ اس کے اثر سے معدے سے نکلنے والی رطوبتیں بہتر طور پر متوازن ہو جاتی ہیں جس سے تیزابیت (Acidity) جمع نہیں ہوتی۔ اس کی پیداوار رک جاتی ہے۔ معدے کے ریاحی دردوں میں کافی افاقہ ہوتا ہے۔ قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ شام کو روزہ کھولنے کے بعد معدہ زیادہ کامیابی سے ہضم کا کام انجام دیتا ہے۔ روزہ آنتوں کو بھی آرام اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ یہ صحت مند رطوبت کے بننے اور معدے کے پٹھوں کی حرکت سے ہوتا ہے۔ آنتوں کی شریانوں کے غلاف کے نیچے محفوظ رکھنے والے نظام کا بنیادی عنصر موجود ہوتا ہے جیسے انتڑیوں کا جال، روزے کے دوران ان کو نئی توانائی اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح ہم ان تمام بیماریوں کے حملوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو ہضم کرنے والی نالیوں پر ہو سکتے ہیں۔

دورانِ خون:

روزوں کے جسم پر جو مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر خون کی روغنی مادوں میں ہونے والی تبدیلیاں ہیں۔ خصوصاً دل کے لیے مفید چکنائی ''ایچ ڈی ایل'' کی سطح میں تبدیلی بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس سے دل اور شریانوں کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح دو مزید چکنائیوں ''ایل ڈی اے اور ٹرائی گلیسر ائیڈ کی

سطحیں بھی معمول پر آجاتی ہیں۔اس سے یہ ثابت ہے کہ رمضان المبارک ہمیں غذائی بے اعتدالیوں پر قابو پانے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے اور روزوں کی وجہ سے چکنائیوں کے استحالے (میٹابولزم) کی شرح بھی بہت بہتر ہو جاتی ہے۔یاد رہے کہ دورانِ رمضان چکنائی والی اشیاء کا بہ کثرت استعمال ان فوائد کو مفقود کر سکتا ہے۔

دن میں روزے کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔یہ اثر دل کو انتہائی فائدے مند آرام مہیا کرتا ہے۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ روزے کے دوران بڑھا ہوا خون کا دباؤ ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے۔شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی ماندہ مادے (Remnanuls) کا پوری طرح تحلیل نہ ہو سکنا ہے جبکہ دوسری طرف روزہ بطور خاص افطار کے وقت کے نزدیک خون میں شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزا جم نہیں پاتے۔ نتیجے میں شریانیں خطرناک بیماری، شریانوں کی دیواروں کی سختی (Arteriosclerosis) سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے۔روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوں تو ہڈیوں کا گودا حرکت پذیر ہو جاتا ہے اور خون کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجے میں کمزور لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون کی کمی دور کر سکتے ہیں۔

نظامِ اعصاب:

روزہ کے دوران بعض لوگوں کو غصے اور چڑچڑے پن کا مظاہرہ کرتے دیکھا گیا ہے مگر ان باتوں کا روزے اور اعصاب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔اس قسم کی صورت حال انانیت (egotistic) یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے۔دوران روزہ ہمارے جسم کا اعصابی نظام بہت پر سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے۔نیز عبادات کی بجا آوری سے حاصل شدہ

تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کر دیتی ہے۔

اس سلسلے میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ روزے کے دوران چونکہ ہماری جنسی خواہشات علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی ہمارے اعصابی نظام پر کسی قسم کے منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

روزے اور وضو کے مشترک اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہو، اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے جو صحت مند اعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی تحت الشعور جو رمضان کے دوران عبادات کی مہربانیوں کی بدولت صاف شفاف اور تسکین پذیر ہو جاتا ہے، اعصابی نظام سے ہر قسم کے تناؤ اور الجھن دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

انسانی خلیے:

روزے کا سب سے اہم اثر خلیوں کے درمیان اور خلیوں کے اندرونی سیال مادوں کے درمیان توازن قائم پذیر رکھنا ہے۔ چونکہ روزے کے دوران مختلف سیال مقدار میں کم ہو جاتے ہیں لہٰذا خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں اپی تھیلیل (Epithelial) سیل کہتے ہیں اور جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں، ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے بڑی حد تک آرام اور سکون ملتا ہے۔ اس وجہ سے ان کی صحت میں اضافہ ہوتا ہے۔ علم خلیات کے علم کے نقطۂ نظر سے کہا جا سکتا ہے کہ لعاب بنانے والے غدود گردن کے غدود تیموسیہ اور لبلبہ (Pencreas) کے غدود شدید بے چینی سے ماہ رمضان کا انتظار کرتے ہیں

تا کہ روزے کی برکت سے کچھ ستانے کا موقع حاصل کریں اور مزید کام کرنے کے لیے اپنی توانائیوں کو جلا دے سکیں۔

غیر مسلموں کے انکشافات:

اسلام نے روزے کو مومن کے لیے شفا قرار دیا اور جب سائنس نے اس پر تحقیق کی تو چونک اٹھی اور اقرار کیا کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر مور پالڈ اپنا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں: میں نے اسلامی علوم کا مطالعہ کیا اور جب روزے کے باب پر پہنچا تو میں چونک پڑا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اور کچھ نہ دیتا، صرف روزے کا فارمولہ ہی بتاتا تو پھر بھی اس سے بڑھ کر ان کے پاس اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔ میں نے سوچا کہ اس کو آزمانا چاہیے۔

میں نے روزے مسلمانوں کے طرز پر رکھنا شروع کیے۔ میں عرصہ دراز سے ورم معدہ (stomach inflammation) میں مبتلا تھا۔ کچھ دنوں بعد ہی میں نے محسوس کیا کہ اس میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ میں نے روزوں کی مشق جاری رکھی۔ کچھ عرصہ بعد ہی میں نے اپنے جسم کو نارمل پایا اور ایک ماہ بعد اپنے اندر انقلابی تبدیلی محسوس کی۔

پوپ ایلف گال ہالینڈ کے سے بڑے پادری گزرے ہیں روزے کے متعلق اپنے تجربات کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: میں اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے رکھنے کی تلقین کرتا ہوں۔ میں نے اس طریقہ کار کے ذریعے جسمانی اور روزنی ہم آہنگی محسوس کی میرے مریض مسلسل مجھ پر زور دیتے ہیں کہ میں انہیں کچھ اور طریقہ بتاؤں لیکن میں نے یہ اصول وضع کرلیا ہے کہ ان میں وہ مریض جو لاعلاج ہیں، ان کو تین روزے نہیں بلکہ ایک مہینہ تک روزے رکھوائے جائیں۔ میں نے شوگر، دل، اور معدے کی بیماریوں میں مبتلا مریضوں

کو مستقل ایک مہینہ تک روزے رکھوائے ۔شوگر کے مریضوں کی حالت بہتر ہوئی ۔ان کی شوگر کنٹرول ہوگئی ۔دل کے مریضوں کی بے چینی اور سانس کا پھولنا کم ہوگیا۔سب سے زیادہ افاقہ معدے کے مریضوں کو ہوا۔

فارما کولوجی کے ماہر ڈاکٹر لوتھر جیم نے روزے دار شخص کے معدے کی رطوبت لی اور پھر اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کروایا ۔اس میں انہوں نے محسوس کیا کہ وہ غذائی متعفن اجزاء (food particles sepctic) جس سے معدہ تیزی سے امراض قبول کرتا ہے بالکل ختم ہو جاتے ہیں ۔ڈاکٹر لوتھر کا کہنا ہے کہ روزہ جسم اور خاص طور معدے کے امراض میں صحت کی ضمانت ہے۔

مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ فاقہ اور روزے کا قائل تھا ۔اس کا کہنا ہے کہ روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا مکمل خاتمہ ہو جاتا ہے ۔روزہ دار آدمی کا جسم مسلسل بیرونی دباؤ قبول کرنے کی صلاحیت پالیتا ہے۔روزہ دار کو جسمانی کھنچاؤ اور ذہنی تناؤ سے سامنا نہیں پڑتا۔

جرمنی ،امریکہ اور انگلینڈ کے ماہر ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے رمضان المبارک میں تمام مسلم ممالک کا دورہ کیا۔انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ رمضان المبارک میں چونکہ مسلمان نماز زیادہ پڑھتے ہیں جس سے پہلے وہ وضو کرتے ہیں اس سے ناک کان گلے کے امراض بہت کم ہو جاتے ہیں۔کھانا کم کھاتے ہیں جس سے معدہ وجگر کے امراض کم ہو جاتے ہیں۔ چونکہ مسلمان دن بھر بھوکا رہتا ہے،اس لیے وہ اعصاب اور دل کے امراض میں بھی کم مبتلا ہوتا ہے۔

غرض روزہ انسانی صحت کے لیے انتہائی فائدے مند ہے ۔روزہ شوگر کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کی سطح میں اعتدال لاتا ہے۔اسٹریس واعصابی اور ذہنی تناؤ ختم کر کے بیشتر نفسیاتی

امراض سے چھٹکارا دلاتا ہے۔روزہ رکھنے سے جسم میں خون بننے کا عمل تیز ہو جاتا ہے اور جسم کی تطہیر ہوتی ہے۔روزہ انسانی جسم سے فضلات اور تیزابی مادوں کا اخراج کرتا ہے۔روزہ رکھنے سے دماغی خلیات بھی فاضل مادوں سے نجات پاتے ہیں جس سے نہ صرف نفسیاتی و روحانی امراض کا خاتمہ ہوتا ہے بلکہ اس سے دماغی صلاحیتوں کو جلا مل کر انسانی صلاحیتیں بھی اجاگر ہوتی ہیں۔روزہ موٹاپا اور پیٹ کم کرنے میں مفید ہے خاص طور پر نظام انہضام بہتر کرتا ہے۔علاوہ ازیں مزید بیسوں امراض کا علاج بھی ہے۔

احتیاطی تدابیر:

یاد رکھیئے کہ مندرجہ بالا فوائد تبھی ملتے ہیں جب ہم سحر و افطار میں سادہ غذا کا استعمال کریں۔خصوصاً افطاری کے وقت زیادہ ثقیل اور مرغن اور تلی ہوئی اشیاء مثلاً سموسے پکوڑے کچوری وغیرہ کا استعمال بکثرت کیا جاتا ہے جس سے روزے کا روحانی مقصد تو فوت ہوتا ہی ہے خوراک کی اس بے اعتدالی سے جسمانی طور پر ہونے والے فوائد بھی مفقود ہوجاتے ہیں۔ بلکہ معدہ مزید خراب ہوجاتا ہے۔لہٰذا افطاری میں دسترخوان پر دنیا جہاں کی نعمتیں اکٹھی کرنے کی بجائے افطار کسی پھل کھجور یا شہد ملے دودھ سے کرلیا جائے اور پھر نماز کی ادائیگی کے بعد مزید کچھ کھائیے۔

اس طرح دن میں تین بار کھانے کا تسلسل بھی قائم رہے گا اور معدے پر بوجھ بھی نہیں پڑے گا۔افطار میں پانی دودھ یا کوئی بھی مشروب ایک ہی مرتبہ زیادہ مقدار میں استعمال کرنے کی بجائے وقفے وقفے سے استعمال کریں۔انشاءاللہ ان احتیاطی تدابیر پر عملدرآمد سے یقیناً ہم روزے کے جسمانی و روحانی فوائد حاصل کرسکیں گے۔

مرکز تعمیر ملت پر خواتین کا اجتماع

(کرن شفیق خان)

سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے منسلک خواتین کا سالانہ اجتماع 12 مارچ 2023ء بروز اتوار مرکز تعمیر ملت پر بوقت 11 بجے شروع ہوا۔ جسکی صدارت بابا جان یعقوب صاحب نے کی۔ اس سے قبل ہمارے سابقہ مرشد محمد صدیق ڈارؒ کے دور میں اس طرح کے اجتماعات سالانہ بنیادوں پر ہوا کرتے تھے۔ اس اجتماع میں سلسلہ سے منسلک بھائیوں کے اہلِ خانہ کی کثیر تعداد بھی شریک ہوئی۔ بہنیں گکھڑ، نوکھر، ڈسکہ، راہوالی اور گوجرانوالہ سے اپنی مصروفیات چھوڑ کر تشریف لائیں جو کہ انکی حلقہ کے ساتھ سنجیدہ وابستگی کا اظہار ہے۔ پروگرام کا آغاز قرآن خوانی سے ہوا جو کہ بروقت شروع ہوگئی۔ اسکے بعد باقاعدہ آغاز بابا جان کی پوتی مریم بیٹی کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں دو بہنوں نے حضور رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

بعد ازاں رخسانہ بہن نے ذکر نفی اثبات کرایا۔ جسکا آغاز درود پاک اور اختتام دعائے خیر پر ہوا۔ بہنوں نے ذکر میں پوری توجہ اور اخلاص کیساتھ شرکت کی۔ انکی کروائی گئی دعا نے ہر آنکھ کو نم کر دیا۔

اسکے بعد بہنوں نے اظہار خیال میں بتایا کہ وہ کس طرح حلقہ توحیدیہ میں شامل ہوئیں اور اسکے بعد ان کی زندگیوں میں تبدیلیاں آئیں۔ اس موقع پر بابا جان ڈارؒ کی بہو کی آمد نے بابا جانؒ کی یاد کو تازہ کر دیا۔ اللہ کریم انکے درجات کو مزید بلند فرمائے۔ آمین۔

ہر بہن کی خواہش تھی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے مگر وقت کی قلت آڑے آ گئی اور ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ بہر حال تین چار بہنوں نے قرآن وسنت کے حوالوں سے ذکر کی اہمیت اور دیگر موضوعات پر بات کی۔ پروگرام کے اختتام میں شیخ سلسلہ توحیدیہ بابا جان یعقوب صاحب نے ڈار صاحبؒ کا بہنوں کے نام پیغام دہرایا اور اپنی دنیا و آخرت کو بہتر بنانے کے لئے سلسلہ توحیدیہ کی تعلیمات کو اپنانے کی بابت رہنمائی کی۔

مجموعی طور پر ایسے پروگرامات وقت کی اشد ضرورت ہیں۔ خواتین کا کردار بچوں اور نسل نو کی تربیت کے حوالے سے مردوں سے بھی اہم ہے۔ مگر اسکے لئے باشعور مائیں درکار ہیں جو کہ ایسی مجالس سے ہی ممکن ہے۔ سلسلہ سے منسلک بھائیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی سلسلہ کی تعلیمات سے نہ صرف متعارف کروائیں بلکہ انہیں با قاعدہ طور پر سلسلہ میں شامل کروائیں۔ اس پروگرام سے ہر بہن کو ذکر کرنے کا درست طریقہ پتہ چلا۔ نئی بہنوں سے تعارف حاصل ہوا۔ سلسلے کی تعلیمات سے درست طور پر آگاہی حاصل ہوئی۔ مگر فی زمانہ ضرورت اس سے زیادہ کی ہے۔ ذمہ داران کو چاہئے کہ ایسے پروگرامات وقتاً فوقتاً ترتیب دیا کریں اس سے ان شاء اللہ بہت بہتری آئے گی اور سلسلہ کے پھیلاؤ کے ذریعے تصوف کی حقیقی تعلیم کا شعور اجاگر ہوگا۔ بابا جان نے ایک عمومی مغالطے کی اصلاح کی کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ذکر کرنے سے شوہر قابو میں آ جائیں گے۔ یا دولت کی ریل پیل ہو جائے گی یا بچے فرسٹ آ جائیں گے۔ اگر چہ یہ سب بھی اللہ کی نعمتیں ہیں مگر سلسلہ توحیدیہ کی تعلیم کا مقصد اللہ کا قرب ولقاء ہے اس لئے اصل مقصد ہی پیش نظر رہنا چاہئے۔ اسکے بعد بہترین بریانی اور زردہ کے ساتھ بہنوں کی تواضع کی گئی اور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مسائل زکوٰۃ و صدقہ فطر

(پیر جی سید مشتاق علی)

رمضان المبارک بہت فضیلت اور رحمت والا مہینہ ہے۔اس میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا ہوتا ہے۔اس لیے ہر مسلمان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کو حاصل کرے۔اس نقطہ کے پیش نظر بے شمار مسلمان زکوۃ کو بھی اسی ماہ میں نکالنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔

زکوۃ کا تعلق رمضان سے تو نہیں مگر عموماً اب یہ رجحان نظر آتا ہے کہ رمضان میں زکوۃ کا ادا کرنا زیادہ فضیلت کی وجہ سے عام ہو چکا ہے۔اس لیے اس مضمون میں ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ کچھ زکوۃ کے مسائل کا تذکرہ کر دیا جائے۔

زکوۃ کے معنی: زکوۃ کے لغوی معنی ہیں پاک ہونا، بڑھنا، نشو ونما پانا۔(المنجد:۴۳۹)

اور اصطلاح میں زکوۃ سے مراد ہے کہ سال گزرنے پر ہر صاحب نصاب مسلمان اپنے مال میں سے شریعت کی مقرر کی ہوئی مقدار ان لوگوں کے لئے نکالے جو شریعت کی نظر میں زکوۃ لینے کے مستحق ہیں۔زکوۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور اللہ اپنے فضل سے اس میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی اتنا اجر و ثواب دیتا ہے، جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

زکوۃ مال کو پاک کردیتی ہے اور صاحب مال کو بخل کی رزالت اور گناہوں سے بچاتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

خُذْمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُ هُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا(التوبة: ۱۰۳)

آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیں جس کے ذریعے آپ انہیں گناہوں سے پاک کردیں اور ان کے اجر اور مال میں اضافہ کریں۔

زکوۃ کی فضیلت:

زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد زکوۃ ہی کا درجہ ہے۔قرآن مجید میں ایمان کے بعد نماز اور اس کے ساتھ جگہ جگہ زکوۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔زکوۃ کی فرضیت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

اَقِيْمُو االصَّلٰوةَ وَاٰتُوْ الزَّكٰوةَ ۔ (البقرة: ۵۳)

نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔

زکوۃ ہر مسلمان صاحب نصاب پر فرض ہے۔اور جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے ان میں سے ایک زکوۃ بھی ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب انہیں حضرت ابوبکرؓ نے بحرین کا حاکم مقرر کیا تو انہیں یہ خط لکھ دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِى فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى للّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ عَلَى المُسْلِمِينَ، وَالتِى اَمَرَ للهُ بِهَا رَسُوْلَهُ الحديث

یہ ایک ایسا فریضہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے اور اللہ تعالیٰ

نے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے۔

(البخاری، کتاب الزکاۃ، باب: زکاۃ الغنم)

زکوٰۃ کا منکر کافر ہے اور جو زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ فاسق اور سخت گناہ گار ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلاَ (لاَ يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ) الآيَةَ.

جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کر لے گا۔ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا ہار ہوگا۔ وہ اس کے (زکوٰۃ نہ دینے والے کے) دونوں جبڑوں کو پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

(البخاری، کتاب الزکاۃ، باب: اثم مانع الزکاۃ)

زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط:

مسلمان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

انسان اتنے مال و اسباب کا مالک ہو جس پر شریعت نے زکوٰۃ واجب قرار دی ہے۔ انسان عقل مند ہو اور جو عقل اور سمجھ سے محروم ہو، دیوانہ اور مجنون ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوۃ کے وجوب کی ایک شرط بالغ ہونا بھی ہے اس لیے نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہے ۔کسی شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہے لیکن اس پر دوسروں کا قرضہ بھی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی ۔البتہ اگر قرض کی مقدار منہا کرنے کے بعد بھی بقدر نصاب مال باقی رہے تو اس صورت میں باقی مال میں زکوۃ واجب ہوگی۔

زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرائط: زکوۃ صحیح طور پر ادا ہونے کی چند شرائط ہیں یہ شرائط موجود ہوں تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں ۔

مسلمان ہونا: زکوۃ ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا مسلمان ہو اگر کوئی غیر مسلم زکوۃ ادا کرے گا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی ۔

زکوۃ ادا کرنے کی نیت کرنا: یعنی زکوۃ نکالتے وقت یا مستحق کو دیتے وقت یہ نیت اور ارادہ ضروری ہے کہ زکوۃ دی جارہی ہے لیکن جسے دی جارہی ہے اسے بتانا ضروری نہیں ہے۔

مالک بنانا: زکوۃ ادا کرتے وقت، زکوۃ لینے والے کو اس کا مالک بنانا ضروری ہے۔

مقررہ مدوں میں خرچ کرنا: زکوۃ خرچ کرنے کی وہ مدیں جو قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی میں بیان کی گئی ہیں۔ان کے سوا کسی دوسری مد میں زکوۃ خرچ کی گئی تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

نصاب زکوۃ:

نصاب زکوۃ سے مراد مال کی وہ کم سے کم مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوۃ واجب کی ہے جس شخص کے پاس اتنا مال ہو اس کو صاحب نصاب کہتے ہیں ۔

سونے کا نصاب: سونے کا نصاب بیس دینار ہے یعنی ساڑھے سات تولے سونا۔

چاندی کا نصاب: چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، کَانَ یَاْخُذُ مِنْ کُلِ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا فَصَاعِدًا نِصْفَ دِیْنَارٍ، وَمِنَ الْاَرْبَعِیْنَ دِیْنَارً دِیْنَارٌ (حکم الالبانی صحیح).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بیس اور اس سے زائد دینار میں سے نصف دینار اور چالیس دینار میں سے ایک دینار زکوٰۃ وصول فرماتے تھے۔ (سنن ابن ماجة، کتاب الزکاۃ ،باب: زکاۃ الورق والذھب)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِذَا کَانَتْ لَکَ مِائَتَا دِرْهَمٍ، وَحَالَ عَلَیْهَا الْحَوْلُ، فَفِیهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَلَیْسَ عَلَیْکَ شَیْءٌ،یَعْنِی فِی الذَّهَبِ حَتّٰی یَکُوْنَ لَکَ عِشْرُوْنَ دِیْنَارًا،فَاِذَا،کَانَ لَکَ عِشْرُوْنَ دِیْنَارًا، وَحَالَ عَلَیْهَا الْحَوْلُ، فَفِیْهَانِصْفُ دِیْنَارٍ، فَمَازَادَ، فَبِحِسَابِ ذٰلِکَ(حکم الالبانی صحیح)

جب تیرے پاس دوسو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہوگی اور فرمایا سونے میں تجھ پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ تیرے پاس بیس دینار نہ ہو جائیں جب بیس دینار ہو جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان میں آدھا دینار دینا ہوگا پھر جتنے زیادہ ہوں ان پر اس حساب سے (چالیسواں حصہ) دینا ہوگا۔

(سنن ابی دائود، کتاب الزکاۃ،باب: فی زکاۃ السائمۃ)

موجودہ وزن کے مطابق بیس دینار (سونا) ساڑھے سات تولے بنتا ہے اور دوسو درہم (چاندی) ساڑھے باون تولے کے برابر ہے لہٰذا جس کے پاس مقرر مقدار کے برابر یا

زیادہ زیورات (سونایا چاندی وغیرہ) ہوتو وہ اس سے اڑھائی فیصد زکوۃ ادا کرے گا۔(عصر حاضر میں چونکہ بطور قیمت استعمال نہیں ہوتا بلکہ روپے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا روپے کی مالیت کو چاندی کے ساتھ ملا کرزکوۃ دی جاسکتی ہے۔اس سے چالیسواں حصہ زکوۃ ادا کردی جائے ۔(واللہ اعلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَاتُوا رُبُعَ الْعُشُورِ، مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتَّى تَتِمَّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ،فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ.

زکوۃ میں چالیسواں حصہ نکالو یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم لیکن جب تک تمہارے پاس دوسو درہم نہ ہو جائیں اس وقت تک تم پر زکوۃ واجب نہیں ہے پس جب دوسو درہم پورے ہو جائیں تو ان میں سے پانچ درہم زکوۃ نکال دو اور جو درہم دوسو سے زائد ہوں ۔ان پر اسی حساب سے (اڑھائی فیصد کے حساب سے)زکوۃ نکالو۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب: فی زکاۃ السائمۃ)

بکریوں کا نصاب: **وَفِي الْغَنَمِ فِي أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ،فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَثَلَاثُونَ،فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهَا شَيْءٌ.**

اور بکریوں میں ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری کی زکوۃ ہے لیکن اگر (ایک بھی کم ہو یعنی) انتالیس ہوں تو پھر کوئی زکوۃ نہیں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ ،باب: فی زکاۃ السائمۃ)

بکریوں میں ہر ۴۰ سے ۱۲۰ تک ایک بکری اور ۱۲۰ سے بڑھ کر ۲۰۰ ہو جائے تو دو بکریاں اور ۲۰۰ سے ۳۰۰ تک پہنچ جائے تو تین بکریاں اور جب تعداد تین سو سے بڑھ جائے تو ہر 100 پر ایک بکری زکوٰۃ ہوگی۔ (البخاری، کتاب الزکاۃ، باب: زکاۃ الغنم)

گایوں کا نصاب: وَفِی الْبَقَرِ فِی کُلِّ ثَلاثِیْنَ تَبِیْعٌ، وَفِی الْاَرْبَعِیْنَ مُسِنَّۃٌ،وَلَیْسَ عَلَی الْعَوَامِلِ شَیءٌ

اور گائے بیلوں میں ہر تیس گائے بیلوں پر ایک سال کی ایک گائے زکوٰۃ میں دینی ہوگی اور ہر چالیس گائے بیلوں پر دو سال کی ایک گائے دینی ہوگی اور وہ گائے بیل جو (پانی کی سچائی یا مال کی ڈھلائی وغیرہ کا) کام کرتے ہوں ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(سنن ابی دائود، کتاب الزکاۃ ، باب: فی زکاۃ السائمۃ)

زرعی پیداوار کی زکوٰۃ (یعنی عشر کا ادا کرنا):

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ(الانعام)

اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمین جسے آسمان یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا خودبخود نمی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے جسے کنوئیں (یا ٹیوب ویل وغیرہ) سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

(البخاری، کتاب الزکاۃ ، باب: العشر فیما یسقی من ماء)

زکوٰۃ میں پھل، سبزیاں، گندم، چاول، گنا، مکئی وغیرہ سب اشیاء شامل ہیں:

حضرت علیؓ کی ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

وَفِي النَّبَاتِ مَاسَقَتْهُ الْاَنْهَارُ، اَوْسَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ، وَمَا سَقَى الْغَرْبُ فَفِيْهِ نِصْفُ الْعُشْرِ

اور زمین کی پیداوار میں جن میں آب پاشی بارش سے ہوتی ہو یا نہروں سے کی جاتی ہو زکوٰۃ میں دسواں حصہ لازم ہوگا اور جن زمینوں میں رہٹ وغیرہ سے پانی کھینچ کر آب پاشی کی جائے اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ میں وصول کیا جائے گا۔

(سنن ابی دائود، کتاب الزکاۃ ، باب:فی زکاۃ السائمۃ)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ وسلم سے وجوب زکوٰۃ سے قبل ہی زکوٰۃ دینے کے متعلق دریافت کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت دی۔

(ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب: فی تعجیل الزکاۃ)

گھٹیا اور ردی قسم کی اشیاء زکوٰۃ میں دینا جائز نہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۔ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ۔

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔ ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرنا کہ جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کرلو (تو الگ بات ہے)

اور ارشاد ربانی ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران)

یعنی تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جسے تم زیادہ محبوب سمجھتے ہو

اس لیے صدقہ و زکوٰۃ دیتے ہوئے اچھی اور پاکیزہ چیز خرچ کی جائے تاکہ اس کا حق ادا کیا جا سکے۔

اموال تجارت پر زکوٰۃ: اس بات پر اتفاق ہے کہ اموال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مال تجارت میں نصاب کا تعین چاندی کے بقدر نصاب کے حساب سے کیا جائے گا

اموال تجارت میں زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کاروبار شروع کرنے کی تاریخ پر جب ایک سال گزر جائے تو تجارتی مال کی مالیت کا حساب لگایا جائے اور دیکھا جائے کہ نقد رقم کتنی ہے۔ دونوں کے مجموعے پر زکوٰۃ نکالی جائے۔

اگر کسی کاروبار میں کئی افراد شریک ہوں تو کاروبار کے مجموعی اسٹاک اور کیش رقم پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ ہر شریک کے حصے اور منافع کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر یہ حصہ اور اس کا منافع بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

پلاٹ کی زکوٰۃ: جو لوگ پلاٹ کی خرید و فروخت رہائشی غرض کی بجائے کاروبار کے طور پر یا نفع کی غرض سے مناسب موقع پر بیچ دینے کے ارادے سے کرتے ہیں تو سال پورا ہونے پر وہ پلاٹ بھی اموال زکوٰۃ میں شمار ہوگا اور اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا ہوگی۔

سکوں اور نوٹوں کی زکوٰۃ: حکومت کے جاری کردہ سکے خواہ وہ کسی دھات کے ہوں یا کاغذی نوٹ ہوں دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے کیوں کہ ان کی قیمت ان کی دھات یا ان کے کاغذ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس قوت خرید کی بنا پر ہے جو قانوناً ان کے اندر پیدا کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے سونے اور چاندی کے قائم مقام ہیں۔ لہٰذا جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے نوٹ یا سکے موجود ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

شرح زکوٰۃ: سونا، چاندی، تجارتی اموال، دھات کے سکے، نوٹ، زیوران سب پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مصارف زکوٰۃ: قرآن مجید کی سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۰ میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱)فقراء (۲)مساکین (۳)عاملین زکوٰۃ (۴)مؤلفۃ قلوب

(۵)رقاب(غلام کو آزاد کرنا) (۶)غارمین(مقروض)

(۷)فی سبیل اللہ(اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے) (۸)ابن السبیل(مسافر)

مدّاتِ زکوٰۃ کی کچھ تفصیل

فقراء: اس سے مراد وہ تمام نادار محتاج ،معذور،اپاہج ،یتیم ،بیوہ،ضعیف اور بے روزگار ہیں۔زکوٰۃ سے ان کی وقتی مدد بھی کی جاسکتی ہے اور مستقل وظائف بھی مقرر کیے جاسکتے ہیں۔

مساکین: وہ لوگ جو حاجت مند ہوں اور اپنی حاجات وضروریات کو پورا کرنے کیلئے مطلوبہ رقم ووسائل سے محروم ہوں، جیسا کہ حدیث میں بھی مسکین کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ شخص جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے بے نیاز کردے۔(خواہ وہ آدمی کمائی کرنے والا ہو)۔

اس سے مراد وہ شخص غرباء ہیں جو بے چارے نہایت خستہ حال ہوں لیکن اپنی عزت نفس اور شرم کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ بھی نہ پھیلاتے ہوں۔

عاملین زکوٰۃ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی تحصیل ،تقسیم،حساب وکتاب کرنے کیلئے مقرر ہوں ان کا معاوضہ زکوٰۃ کی مد سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

مؤلفۃ قلوب: اس سے مراد ایک تو ایسے کافر ہیں جو اسلام کی طرف مائل ہوں اور ان کی امداد کرنے پر امید ہو کہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ دوسرے وہ نومسلم افراد ہیں جن کو اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنے کیلئے امداد دینے کی ضرورت ہو۔ اس طرح کی دیگر صورتیں تالیف قلب کی ہیں جن پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ چاہے مذکورہ افراد مال دار ہی کیوں نہ ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر مذکورۃ آیت)

رقاب (غلام آزاد کرنا): گردنیں آزاد کرانے میں "یعنی وہ مسلمان جن کو کسی دوسرے سے آزاد کروایا جائے جیسے غلام اور لونڈی۔

غارمین: اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں اور اپنے وسائل سے قرض کی ادائیگی نہ کر سکتے ہوں تو زکوٰۃ کی رقم سے ان کی مدد کی جا سکتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ: صدقات و زکوٰۃ کا ساتواں مصرف جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جس سے جہاد کی جملہ ضرورتوں کو پورا کیا جا سکتا ہو۔

ابن السبیل (مسافر): اگر کوئی شخص حالت سفر میں مالی امداد کا ضرورت مند ہو جائے چاہے اپنے گھر میں وہ صاحب نصاب ہی کیوں نہ ہو تو زکوٰۃ کی رقم سے اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔

وہ لوگ جنہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں: سات قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(۱) ماں باپ کو اوپر تک یعنی دادا، دادی، نانا، نانی اور پھر ان کے ماں باپ کو اوپر تک۔

(۲) اولاد کو نیچے تک یعنی بیٹا، بیٹی۔ ان کی اولاد پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی، نیچے تک۔

(۳) بیوی اپنے شوہر کو۔ (۴) خاوند اپنی بیوی کو۔

(۵)بنوں ہاشم کو۔بنو ہاشم سے مراد دنیا میں صرف پانچ خاندان ہیں آل علی،آل جعفر،آل عقیل،آل عباس،آل حارث نوٹ:(سید آل علی میں شامل ہیں اور حسن اور حسین کی نسل کو سید کہتے ہیں۔سید کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں)۔

(۶)غیر مسلم کو زکوۃ نہیں دی جا سکتی۔ (۷)صاحب نصاب آدمی کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔

زکوۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ:صاحب نصاب سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی زکوۃ بھی دے سکتا ہے۔

مسئلہ:گھر میں کام کاج کرنے والے افراد کو خدمت کے معاوضے اور تنخواہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:زکوۃ ادا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ مستحق کو بتایا جائے کہ یہ زکوۃ ہے۔

مسئلہ:زکوۃ ادا کرنے والے کو اختیار ہے چاہے وہ چیز ادا کرے جس پر زکوۃ واجب ہوئی ہے یا اس کی قیمت ادا کرے ہر حال میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ:جن رشتہ داروں کو زکوۃ دینا جائز ہے ان کو زکوۃ دینے کا دوگنا اجر ہے ایک زکوۃ دینے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔رشتہ داروں پر صدقہ کرنا زیادہ افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار(ضرورت مند)پر صدقہ کرنے میں دو چیزیں شامل ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

(الترمذی ، کتاب الزکوٰۃ، باب : ماجاء فی الصدقۃ)

مسئلہ:سونا چاندی کسی بھی شکل میں ہو اس کی زکوۃ واجب ہے خواہ وہ عورت کے استعمال کا زیور ہو۔

صدقہ فطر کے مسائل

صدقۂ فطر سے مراد ماہ رمضان کے اختتام پر نمازِ عید سے پہلے فطرانہ ادا کرنا ہے۔

صدقۂ فطر کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ہر مسلمان مرد، عورت، چھوٹے، بڑے غلام، آزاد پر ایک صاع (تقریباً دو کلو ایک سو گرام) کھجور یا جو فرض کیا ہے اور آپ ﷺ نے عید کی نماز کو جانے سے قبل اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔''

صدقۂ فطر کی مقدار:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: ''نبی ﷺ نے رمضان کا صدقہ آزاد، غلام، مرد عورت پر کھجور یا جو سے ایک صاع واجب کیا ہے۔''

صدقۂ فطر کا مقصد:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں:

ترجمہ: (رسول ﷺ نے صدقۂ فطر کو لغو اور بیہودہ بات سے روزہ کو پاک کرنے اور مسکینوں کی پرورش کے لئے مقرر فرمایا ہے جو شخص نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرے گا وہ قبول کیا جائے گا اور نماز کے بعد بھی ادا کرے گا تو وہ بھی ایک صدقہ ہوگا دوسرے صدقات کی مانند۔''

مسائل صدقۂ فطر:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق صدقۂ فطر اس شخص پر واجب ہوگا جو غنی ہو یعنی وہ ضرورت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی کے بقدر اسباب وغیرہ کا مالک ہو یا اس کے بقدر سونا چاندی اپنی ملکیت میں رکھتا ہو اور وہ قرض سے محفوظ ہو۔

مسئلہ: صدقۂ فطر واجب ہے فرض نہیں۔

مسئلہ: صدقۂ فطر کے واجب ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) آزاد ہونا، لونڈی غلام پر واجب نہیں۔

(۲) مسلمان ہونا کافر و مشرک پر واجب نہیں۔

(۳) کسی مال کے نصاب کا مالک ہونا۔ اس مال پر سال گزرنا شرط نہیں، تجارتی ہونا بھی شرط نہیں اسی طرح مالک کا عاقل، بالغ ہونا بھی شرط نہیں کیونکہ صدقہ نابالغ بچوں مجنونوں پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے تب بھی صدقۂ فطر اس کے ذمہ واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ: صدقۂ فطر میں گندم یا گندم کا آٹا یا ستو اسّی (۸۰) تولے کے سیر حساب سے آدھی چھٹانک اور پونے دو سیر دینا چاہئے۔ بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر یا کچھ اور زائد دینا چاہئے۔ زائد دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس سے دوگنا دے۔ اگر گندم یا جو نہ دے بلکہ اس کی قیمت دے تو دے سکتا ہے۔

(۴) شوال کے چھ روزے رکھنا:

حضرت ابو ایوب انصاری: سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھ لئے تو اس نے گویا سارا سال روزے رکھے۔

(مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال ، حدیث : ۲۶۰۰)

(شوال میں سارا ماہ کسی بھی وقت روزے رکھے جاسکتے ہیں)

سارے سال روزوں کی مانند اس لئے کہا گیا ہے کیوں کہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے لہذا رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہوئے اور چھ شوال کے دو ماہ کے برابر۔

حدیث:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کی طرح ہوں گے کیوں کہ (جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے مثل دس گنا اجر ہوگا)۔''

دعائے مغفرت

نوشہرہ ورکاں سے حاجی لطیف تو حیدی کی بیٹی

ملتان سے لیاقت بھائی کے والد

بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعونَ)

مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات ،مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔زوال اُمت میں اُمراء ،علماء،صوفیاء کا کردار۔علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پر اثرات۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔
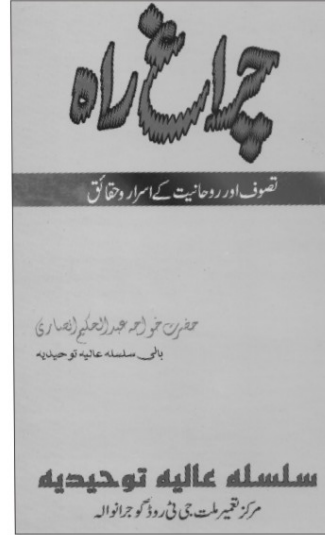
وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔مصنّفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت ،بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہو جانے والی غلط فہمیاں۔
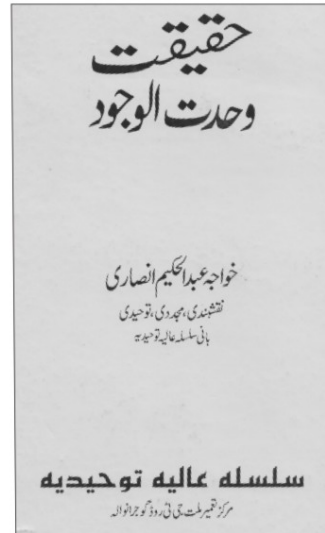
سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات

قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوّف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق وآداب کے اسرار ورموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔
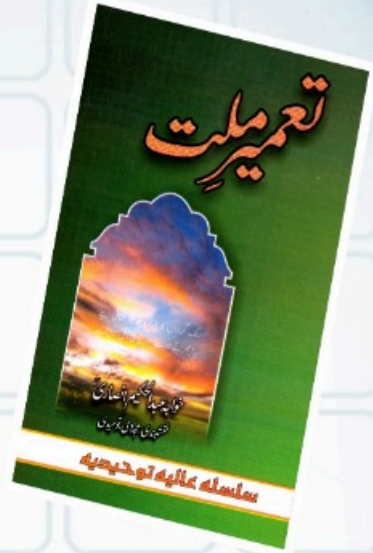
یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کردیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد، اذکار اور اعمال واشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کردیئے ہیں جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کرسکتا ہے۔

Reg: CPL - 01
Website www.tauheediyah.com